رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

QEGC NO P67

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ہفت روزہ بدر قادیان

شرح چندہ سالانہ
چھ روپے
ششماہی
۵۰-۳ روپے
ممالک غیر
۵۰-۷ روپے
فی پرچہ ۱۲ نئے پیسے

ایڈیٹر:
محمد حفیظ بقاپوری

جلد ۱۱ | ۹ ظہور ۱۳۴۱ ہش بمطابق ۷ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ ۹ اگست ۱۹۶۲ء | نمبر ۳۲

اخبار احمدیہ

نخلہ ۸ اگست۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ آج کی اطلاع مظہر ہے کہ

کل شام کو حضور کو ضعف کی شکایت رہی آج سر میں درد کی تکلیف ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۷ اگست محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

"قومی یکجہتی زمانہ حال کی ایک بہت بڑی ضرورت ہے"

اسلئے ہم سمجھتے ہیں کہ

کتاب "جوتی پھل" اس اتحاد کو مضبوط کرنے میں ممد و معاون ثابت ہوگی!!

پنجابی ہفت روزہ "فتح" دہلی کا کتاب "جوتی پھل" پر حقیقت افروز تبصرہ

احباب کو معلوم ہے کہ نظارت ہذا کی طرف سے سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان خوشگوار تعلقات قائم کرنے کے لئے ایک نہایت مفید کتاب پنجابی زبان میں "جوتی پھل" کے نام سے ۱۹۵۶ء میں شائع کی گئی تھی۔ اس کتاب کو تمام اہل وطن نے پسند کیا اور سراہا ہے اور مختلف رسالوں اور اخبارات نے اس پر گرانقدر تبصرے شائع کئے ہیں۔

اس کتاب کا اردو ترجمہ بعض سکھ لیڈروں کی استدعا پر "سکھ مسلم اتحاد کا گلدستہ" کے نام سے ۱۹۵۹ء میں شائع کیا گیا تھا اب پنجابی کتاب کا دوسرا ایڈیشن بہت خوشنما شکل میں شائع کیا گیا ہے۔ جس پر تبصرے موصول ہو رہے ہیں۔ دہلی کے مشہور ہفتہ وار پنجابی رسالہ "فتح" کے سالانہ نمبر ۱۹۶۲ء میں ہماری کتاب پر جو تبصرہ شائع ہوا ہے اس کا اردو ترجمہ احباب کے مطالعہ کے لئے ذیل میں دیا جاتا ہے امید ہے کہ احباب اس نہایت مفید رسالہ کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں اپنے سکھ احباب میں تقسیم کر کے ان کے دلوں میں مسلمانوں کیلئے محبت اور پیار کے جذبات موجزن کریں گے۔

رسالہ کی قیمت دو روپے ہے! دفتر نظارت دعوت و تبلیغ سے مل سکتا ہے۔

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

ہفت روزہ "فتح" دہلی کا تبصرہ

"یوں معلوم ہوتا ہے کہ اب پنجابی ادب میں پھولوں کی بہار آ رہی ہے پچھلے دنوں ہمارے نوجوان ادیب ساتھی لعل بازی نے کہانیوں کی ایک کتاب "سمرے پھل" شائع کی تھی جس میں ایڈیٹر "فتح" کی قربانی کے داخل کو بلند پایہ بتلایا گیا تھا۔ اس کے بعد ہمارے پیارے دوست گیانی دیوک سنگھ "دیوک" نے نظموں کی ایک کتاب شائع کی ہے جس کا نام انہوں نے "رنگ برنگے پھل" رکھا ہے۔ اس کتاب میں "فتح" کی ایک ماسٹر پیس نظم کے علاوہ اسکے جیون کے بارے میں واقفیت کرائی گئی ہے۔ اس کتاب پر ریویو ہم کسی دوسری جگہ دے چکے ہیں ہم ابھی "رنگ برنگے پھل" ہی میں سے خاص خاص کہانیاں پڑھ ہی رہے تھے کہ ہمارے پاس "جوتی پھل" نام کی کتاب پہنچی جس کے شائع کرنے والے ناظر دعوت و تبلیغ قادیان ضلع گورداسپور ہیں۔ اس کتاب کا پہلا ایڈیشن دیباچہ کے مطابق پنجابی زبان میں ۱۹۵۶ء کے شروع میں شائع ہوا تھا۔ پھر ۱۹۵۹ء میں اس کا ترجمہ "سکھ مسلم اتحاد کا گلدستہ" کے نام سے چھپا۔ ہم نے اردو میں یہ کتاب پڑھی ہے۔ ہمیں خوشی ہے کہ پنجابی کا ایڈیشن اب دوسری بار ۱۹۶۲ء میں چھپوایا گیا ہے۔ یہ کتاب سفید کاغذ پر ۱۰۸ صفحوں پر مشتمل ہے۔ اس میں ایسے مضامین دیئے گئے ہیں جن کے ذریعہ قومی اتحاد میں بہت مدد ملتی ہے بہت سے مضمون سکھوں اور مسلمانوں کے آپس کے پیار اور خوشگوار تاریخی تعلقات پر روشنی ڈالنے والے ہیں۔

آجکل قومی اتحاد پر بہت زور دیا جا رہا ہے۔ قومی یکجہتی زمانہ حال کی ایک بہت بڑی ضرورت ہے۔ اسلئے ہم سمجھتے ہیں کہ یہ کتاب قومی یکجہتی اور اتحاد کو مضبوط کرنے میں ممد و معاون ثابت ہوگی۔ ہم اس کتاب کے مصنف کی کوشش اور جدوجہد کی تعریف کرتے ہیں۔ اس نہایت مفید اور دلچسپ کتاب کو پڑھنے کی قارئین سے سفارش کرتے ہیں اس کتاب پر قیمت درج نہیں۔ ہمارے خیال میں یہ کتاب تبلیغ کے خیال سے شائع کی گئی ہے اس لئے پڑھنے والے یہ کتاب مفت منگوا سکتے ہیں۔"

ہفتہ وار رسالہ "فتح" دہلی
سالانہ نمبر بابت ۱۹۶۲ء

جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۶۲ء

۱۸-۱۹-۲۰ دسمبر کی تاریخوں میں منعقد ہوگا

گذشتہ سالوں میں جلسہ سالانہ قادیان ۱۶-۱۷-۱۸ دسمبر کی تاریخوں میں منعقد ہوتا رہا ہے لیکن احباب جماعت کے اس مطالبہ پر کہ کرسمس کی چھٹیوں کے قریب جلسہ سالانہ کی تاریخیں رکھی جائیں تو وہ ان چھٹیوں سے اور کرسمس کے دنوں میں ریلوے کے کرایہ کی رعایت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے زیادہ تعداد میں جلسہ میں شامل ہو سکتے ہیں۔

بہذا صدر انجمن احمدیہ کی درخواست پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کے لئے ۱۸-۱۹-۲۰ دسمبر کی تاریخوں کی منظوری عطا فرما دی ہے! اسلئے جملہ احباب و جماعتوں کی اطلاع کے لئے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال دسمبر ۱۹۶۲ء سے جلسہ سالانہ قادیان مورخہ ۱۸-۱۹-۲۰ دسمبر کی تاریخوں میں منعقد ہوا کرے گا۔

احباب جماعت کرسمس کی چھٹیوں اور رعایتی ٹکٹ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے زیادہ سے زیادہ تعداد میں جلسہ سالانہ قادیان میں شامل ہو کر علمی اور روحانی فوائد حاصل کریں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے ہ آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۹ اگست ۱۹۶۲ء

جب دجّال ظاہر ہو چکا تو مسیح موعود بھی یقیناً آچکے ہیں

مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی کے اخبار صدق جدید مجریہ ۲۷ جولائی ۱۹۶۲ء کے ابتدائی صفحہ سے چند اقتباسات:-

" دورِ دجّالی کی تخلیقات :- واشنگٹن ۸ جولائی آج امریکا کے سائنسی حلقوں میں سرتوڑ کوشش اس کی ہو رہی ہے کہ روشنی کے شہتیر کی قسم کا ایک آلہ ایسا جلد سے جلد تیار کر لیا جائے جس کے سامنے آتے ہی ہزاروں میل کے فاصلہ سے فلک پیما میزائل تحلیل کرتا ہو جائے۔"

ماسکو ۱۰ جولائی آج روسی وزیراعظم مسٹر خروشچیف نے عالمی امن کانگرس میں انکشاف کیا کہ روس نے راکٹ مار راکٹ تیار کر لیا ہے۔"

جی ہاں دورِ دجالی میں تخلیقات اسی قسم کی ہوتی رہتی ہیں — بالکل سماں مردو کی خدائی کا پہلے۔ ریں آبدوز کشتیاں نکلیں ان کی خوب دھوم مچی کہ حاملان کے توڑ کے لئے کچھ اور — اب دور ہوائی اور نقصانی زور آزمائی کا سے تو لیجئے۔ پہلے کیسے کیسے ابر شکنی اور جگر گداز راکٹ اور میزائل تمھر کھاسیل سے پیغام مرگ پہنچا دینے والے وجود میں آگئے اور اب ان کے معاً بعد چلا راکٹ مار میزائل توڑ ایجادوں کا شروع ہو گیا!!"

اسی نوٹ سے ذرا پہلے زیر عنوان "پچھلی باتیں" ایک پیرا لکھنے کے بعد:-

" یہ دور وہ تھا جب عورت جاہل تھی زنانہ اسکول اور بچیر علوم وفنون اور مشترک تربیت کی برکتوں سے محروم تھی۔ دجالی تہذیب کا قدم آیا اور صاحب نے عورت کی "پستی" "محکومی" "غلامی" کا نوحہ اس بلند آہنگی سے پڑھا کہ کالی مخلوقیت ساری کو کھو اٹھی اور "میم" آبادی کراچی محفل "سرتاسر صاحب" اور میم صاحب اور مس صاحب کی پیروی میں نظر آئی پردہ اُٹھا۔ اس کے سارے لوازم بے جا بے حیائی آئی اور رفتہ رفتہ نوبت بے ستری اور عریاں لباسی کی آگئی ....!"

دیکھا آپ نے ان اقتباسات میں کس بے تکلفی سے مولانا صاحب نے دورِ دجالی یا دورِ دجال۔ اور دجالی تہذیب کی ترکیبیں استعمال کیں مولانا صاحب پر کیا موقوف اب تو یہ ترکیبیں کثرت سے مستعمل اور سمجھی جاتی ہیں کیونکہ ان کے بارہ میں مطلق تردد نہیں ایک عام اخبار نویس سے لیکر اچھے خاصے سجادہ دین تک نہایت بے تکلفی سے اس کا استعمال کرتے ہیں۔

انسان کے لئے زمانہ بھی ایک مدرسہ معلّم ہے جوں جوں آگے بڑھتا ہے دنیا کو ایسی ایسی باتوں کے ماننے اور تسلیم کر لینے پر مجبور کر دیتا ہے کہ جس پر ایک وقت تک وہ سخت ناک بھوں چڑھاتے اور معقول دلائل کے باوجود ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ اگر آپ تھوڑی دیر کے لئے خالی بالطبع ہو کر غور کریں تو آپ کو بیسیوں ایسی مثالیں مل جائینگی کہ ابھی چالیس پچاس سال پہلے محض انکار کی نذر ہو جاتی رہیں۔ مگر اب حقیقت بن کر سامنے آچکی ہیں۔ اب پہلی باتوں کو ٹھکرانے والا نادان وجاہل گردانا جاتا ہے ——!!

عام سائنسی یا جغرافیائی یا دنیوی باتوں کو تو جانے دو کہ ان کے بارہ میں دنیا کے نظریات بدلتے ہی آئے ہیں۔ خالص مذہبیات سے تعلق رکھنے والی باتوں سے عوام کا ایسا ہی تعلق رہا ہے مذہبی خیالات جن کو کسی وقت بڑی اہمیت دی جاتی ہے ایک وقت آتا ہے کہ ان کا بھی زور ٹوٹ جاتا ہے۔ بالکل آسان مثال لے لیجئے جس کا مشاہدہ ہر زمانہ میں ہوتا آیا ہے کہ وہ کوئی اللہ کا پیارا ہے جس کے دعوے کو سنتے ہی اہل زمین نے قبول کر لیا؟ اس کے دعوے کے ابتدائی ایام تو بڑی ہی کشمکش کے گذرتے ہیں ایک طوفان ہوتا ہے جو چاروں طرف مہیب صورت میں اُمنڈا چلا آتا ہے۔

باوجود سچی اور پکی باتوں کے پیش کرنے کے مامور وقت کی باتوں کو ناقابل یقین، ناقابل التفات خیال کیا جاتا ہے — لیکن وقت گذرنے کے ساتھ دنیا اس کی باتیں مان لینے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ حتیٰ کہ ایک وقت ایسا بھی آتا ہے جبکہ اس کی قبولیت تام ہو جاتی ہے۔ اور ابتدائی مخالفین کے مکاید و تدابیر کی معقولیت بعد میں آنے والوں کی سمجھ میں نہیں آتیں — گو ہر زمانہ میں ایسی عجیب سے عجیب تر باتیں نظر آتی ہیں یعنی ایک وقت میں جو صداقت نظروں سے اوجھل ہوتی ہے تو دوسرے وقت مخالفین کی وجہ مخالفت سمجھ میں نہیں آتی۔ لیکن ہوتا سب کچھ ہی ہے ——!!

ہمارا اپنا یہ زمانہ بھی ایسی مثالوں سے خالی نہیں بطور نمونہ الہٰی ترکیب کو لے لیجئے آج سے پچاس ساٹھ سال پہلے اگر احمدیوں نے کہہ دیا کہ اس زمانہ کے مصلح برحق مہدی دوران اور مسیح موعود مبعوث ہو چکے ہیں۔ اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ ان سے متعلق علامات کے مصداق ہیں تو جھٹ حضرات علماء کہہ دیتے ابھی مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود کیسے ہو سکتے ہیں۔ مسیح موعود کی بعثت (یا نزول) سے قبل تو از روئے احادیث نبویؐ دجال کا ظہور ضروری ہے!!

— جب احمدیوں نے ان کے سامنے مسیحیوں کے عقائد، مغربی اقوام کی سیاسی ترقی اور عالمگیر تسلط اور محیر العقول ایجادات کی تشریح کر کے قرآن و حدیث سے ان کے دجال اور یاجوج و ماجوج ہونے کا ثبوت پیش کیا تو فوراً یہ کہنے لگتے کہ نہیں صاحب یہ انگریز اور مغربی لوگ دجال کیسے ہو سکتے ہیں!! پھر لگے دجال کا عجیب و غریب حلیہ بیان کرنے کہ

" صاحب! دجال تو دائیں آنکھ سے کانا ہوگا جس کے ماتھے پر لفظ "کافر" لکھا ہوا صاف پڑھا جاسکے۔ اس کے ساتھ ایک پہاڑ روٹیوں کا ہوگا۔ اور ایک نہر پانی کی۔ وہ اپنے ساتھ جنت اور نار کی امثال لائے گا۔ اس کا ایک سفید گدھا ہوگا ایسا گدھا کہ اس کے دو کانوں کے درمیان ستر گز کا فاصلہ ہوگا۔ وغیرہ وغیرہ بس ایسے دجال کو مسیح موعود قتل کرے گا۔"

الغرض اسی قسم کی عجیب و غریب تقریریں سن کر ایک احمدی معقول دلائل کے ساتھ ہزار سمجھاتا کہ نہیں صاحب یہ سب باتیں مقدس پیشگوئیوں کے الفاظ ہیں جو تعبیر طلب ہیں اور ان تاویلات و تشریحات کے معقول دلائل کی روشنی میں ان کا یہ مطلب ہے جو مغربی اقوام پر پورے طور پر منطبق ہوتی ہیں —— مگر حضرات علماء تھے کہ ایک نہ سنتے تھے ——!!

مگر ابھی زیادہ وقت نہیں گذرا کہ یہ سب بحثیں خود بخود ختم ہو گئیں۔ دجال کی دجالیت کھل کر سامنے آگئی۔ مغربی اقوام اپنی مخصوص تہذیب کے ساتھ ایک خوفناک طوفان کی طرح ساری دنیا پر چھا گئیں۔ اب نہ کسی کو انکار کی گنجائش ہے اور نہ ان کے فتنوں سے بچاؤ کی صورت نظر آتی ہے بلکہ اب تو اس شدید طوفان کی لپیٹ میں سب ہی بہے جا رہے ہیں۔ اور باوجود شدید ہوا و دبکا کے اس سے چھٹکارا نہیں!!

ان سب حالات کو بطور اشارہ ذکر کرنے کے بعد ہم ہر سلیم الفطرت مسلمان بھائی اور حق کے متلاشی ہر دانشمند سے اس بات کی درخواست کرتے ہیں کہ للہ غور کریں کہ حضرت مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ باتیں جو دجال کی نسبت حضورؐ نے بڑی تفصیل سے بتائیں اور روایات میں محفوظ ہو چکی ہیں۔ اس زمانہ میں کس صفائی سے پوری ہو رہی ہیں اور آپ میں سے ہر ایک کو کم و بیش دجالی فتنوں کا احساس بھی ہے خود آپ لوگوں کے علماء اس دور کو دورِ دجال اور اس تہذیب کو دجالی تہذیب بھی کہتے ہیں —— تو کسی وقت تو آپ لوگ بھی خالی بالطبع ہو کر اُن ارشادات نبویہ پر بھی غور کریں جو مسیح موعود کی بعثت (یا بلفظ دیگر نزول) کے بارہ میں ہیں —— کہ اگر حقیقت پر نگاہ رکھی جائے تو مذہبی روایات کا یہ حصہ امت مسلمہ کے ایک ایک فرد کی ذاتی اصلاح اور اس کی ہدایت کے لئے مشعل راہ بن جاتی حد پر

سوئٹزرلینڈ میں پہلی مسجد کی تعمیر کا ابتدائی کام شروع ہو گیا

سیدنا حضرت المصلح الموعود کے مبارک دور کی ایک اور عظیم الشان برکت

زیورچ (بذریعہ تار) مبلغ سوئٹزرلینڈ مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ مطلع فرماتے ہیں کہ رسمی رنگ کے ابتدائی کام کے بعد اس قطعہ زمین میں جس پر زیورچ میں پہلی مسجد تعمیر ہونی ہے ۱۲ جولائی ۱۹۶۲ء کو بل ڈوزر کے ذریعہ کھدائی کا کام شروع ہو گیا۔ کام شروع کرنے سے قبل جماعت احمدیہ زیورچ کے احباب نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی کہ وہ مسجد کی تعمیر کو بابرکت فرمائے اور یہ سوئٹزرلینڈ میں اشاعت و غلبۂ اسلام کا ایک مؤثر ذریعہ ثابت ہو جونہی احباب نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اردگرد کے لوگ اور راہ گیر کھڑے ہو کر اس منظر کو حیرت سے دیکھتے رہے —— اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ سوئٹزرلینڈ میں اس پہلی مسجد کی تعمیر کو اپنے خصوصی افضال و برکات سے نوازے اور اسے نہ صرف سوئٹزرلینڈ بلکہ سارے یورپ میں اسلام کی اشاعت اور اس کی مضبوطی و استحکام کا ذریعہ بناسکے۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ بھی اس مقصد کے لئے خاص توجہ سے دعائیں کریں۔ سیدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کے مبارک دور میں سوئٹزرلینڈ میں پہلی مسجد کی تعمیر مغرب میں اشاعت اسلام کے نقطۂ نگاہ سے ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ (والسلام)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا نوجوانانِ جماعت سے ایک اہم خطاب

احیائے دین کیلئے تمہیں اپنے دلوں میں ایک نیا جوش اور نیا عزم پیدا کرنا چاہیئے

دوسروں کی اصلاح اور تربیت کیلئے یہ ضروری ہے کہ پہلے تم اپنا نیک نمونہ پیش کرو

فرمودہ ۲۱ اپریل ۱۹۵۱ء بمقام ربوہ

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی طرف سے اپریل ۱۹۵۱ء میں ایک چودہ روزہ تربیتی کلاس ربوہ میں جاری کی گئی تھی جس میں بیرونی مجالس کے کئی خدام نے بھی شمولیت کی۔ یہ کلاس ۸ اپریل سے ۲۱ اپریل تک جاری رہی۔ اس کے اختتام پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ کرم خدام کو اپنے خطاب سے نوازا۔ اور انہیں قیمتی ہدایات سے سرفراز فرمایا۔ حضور کے یہ ارشادات حال ہی میں الفضل میں شائع ہوئے ہیں جنہیں افادۂ احباب کی خاطر ذیل میں نقل کیا جاتا ہے:۔

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

آج چودہ دن کے اجتماع کے بعد جو خدام باہر سے آئے تھے ان کے فارغ ہونے کا وقت آگیا ہے۔ میرے پاؤں میں چونکہ درد ہے اور جمعہ پڑھانے کے بعد تکلیف زیادہ ہو گئی ہے۔ اس لئے میں کھڑے ہونے کی بجائے بیٹھے بیٹھے ہی چند باتیں بیان کرتا ہوں۔

حقیقت یہ ہے کہ جو چیز دل سے نکلتی ہے

وہی دوسرے دل پر اثر کرتی ہے۔ اور اسی چیز کا نام تبلیغ اور تربیت ہے۔ دنیا میں ہزاروں کتابیں ہوتے ہوتے بھی انسان اپنے اصل مقام سے گر جاتا ہے اور ایسی غلطیوں میں . . . . . . مبتلا ہو جاتا ہے کہ وہ صحیح راستہ اختیار نہیں کرتا ورنہ صداقتیں ابتدائے عالم سے ہی موجود ہیں۔ پچھلے خطبوں میں میں یہ مضمون بیان کرتا آیا ہوں کہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں کوئی ایسی ترکیب اور گُر بتایئے جس سے محبت الٰہی پیدا ہو۔ حالانکہ یہ بات غلط ہے۔ دنیا میں ہر شخص جانتا ہے کہ ماں باپ سے کیسے محبت کی جاتی ہے۔ اولاد اور بہن بھائیوں سے کیسے محبت کی جاتی ہے اور اس کی کیا کیفیت ہوتی ہے۔ پھر خدا تعالیٰ کے لئے کونسی نئی چیز پیدا ہو گئی ہے۔ جس کے لئے لوگ پیاسے پھرتے ہیں۔ جن ذرائع سے ماں باپ کی محبت پیدا ہوتی ہے انہی ذرائع سے خدا تعالیٰ کی محبت بھی پیدا ہوتی ہے پھر خدا تعالیٰ کی محبت کے لئے [illegible] غور کرنے کی ضرورت ہے۔ بعض لوگوں کو میں نے دیکھا ہے کہ وہ ہاتھوں میں کتابیں لئے پھرتے ہیں اور جب مجھ سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اس کتاب پر کوئی نصیحت لکھ دیں۔ بسا اوقات میں لکھ بھی دیتا ہوں لیکن

میں سوچتا ہوں

کہ جب انہوں نے قرآن کریم سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ امت محمدیہ کے اولیاء اور صوفیاء سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ میری کتابوں سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ اسی طرح سلسلہ کے علماء کی کتابوں سے فائدہ نہیں اٹھایا تو میری کوئی نصیحت انہیں کیا فائدہ دے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس بعض لوگ آتے اور کہتے کہ آپ ہمیں کوئی معجزہ دکھائیں۔ آپ فرمایا کرتے کہ تم نے

پہلے معجزوں سے کیا فائدہ اٹھایا

کہ ایک اور معجزہ کے طالب ہو۔ بے شک کسی چیز کی وقتی طور پر ضرورت پیش آجاتی ہے۔ لیکن وہ حقائق جن سے کوئی نئی چیز نہیں۔ کیا کوئی اب وقت آیا ہے جب ظلم کرنا اچھا سمجھا جاتا ہو۔ کیا کوئی ایسا وقت آیا ہے جب جھوٹ کو برا نہ سمجھا جاتا ہو۔ ہر وقت اور ہر زمانہ میں یہ حقائق موجود ہوتے ہیں۔ لیکن جب لوگوں کی توجہ ان سے کلیۃً پھر جاتی ہے۔ تو کسی

نئے مصلح اور ریفارمر

کی ضرورت ہوتی ہے۔ غرض جن صداقتوں اور حقائق کی انسان کو ضرورت ہوتی ہے وہ دنیا میں پہلے سے موجود ہیں۔ ہاں الجھنیں ہو سکتی ہیں۔ مثلاً انسان شروع سے پیروں سے چلتا چلا آیا ہے۔ یہ کوئی نئی چیز نہیں۔ ہاں اس میں یہ الجھن پیدا ہو سکتی ہے کہ انسان رستہ بھول جائے اور وہ صحیح رستہ معلوم کرنا ہے۔ اب جہاں تک چلنے کا سوال ہے وہی پاؤں ہیں جن سے حضرت آدمؑ کے وقت سے لوگ چلتے آئے ہیں۔ جہاں تک دیکھنے کا سوال ہے وہی آنکھیں موجود ہیں جن سے حضرت آدمؑ کے وقت سے دیکھتے آئے ہیں۔ جہاں تک سوچنے کا سوال ہے وہی دماغ موجود ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے چلا آیا ہے غرض جہاں تک

حقائق کا سوال ہے

یہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے ایک ہی صورت میں چلے آتے ہیں سوال یہ ہے کہ انسان ارادہ کرے کہ اس نے ان پر عمل کرنا ہے۔ مثلاً سچ بولنا ہے اس کے متعلق یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ کیوں سچ بولنا چاہیئے۔ ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ انسان یہ فیصلہ کرے کہ اس نے سچ بولنا ہے۔ پھر اس بات کی ضرورت نہیں۔ کہ بتایا جائے کہ دوسروں پر ظلم نہ کرو۔ اس بات پر غور و فکر کی ضرورت نہیں کہ دیانت سے کام لینا چاہیئے۔ اس امر کی تحقیقات کی ضرورت نہیں۔ کہ چوری نہیں کرنی چاہیئے صرف

ارادہ کی ضرورت ہے

پس جہاں تک ظلم نہ کرنے۔ دیانت سے کام لینے سچ بولنے اور چوری نہ کرنے کا سوال ہے ان کا حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے ہی فیصلہ ہو چکا ہے ان صداقتوں کے لئے حضرت نوح علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبعوث کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ کیونکہ یہ صداقتیں شروع سے ایک ہی چلی آتی ہیں۔ صرف

لوگوں کی تربیت کیلئے

ان کی ضرورت پیش آئی ہے۔ تا کہ لوگ اپنا نیک نمونہ پیش کریں۔ اور ان کے نمونہ کی وجہ سے دنیا میں ایک نئی حرکت۔ نیا جوش اور نیا عزم پیدا ہو جائے۔ اور لوگ ان صداقتوں پر عمل کرنے لگ جائیں۔ مثلاً سچ کی تعلیم ہے۔ یہ تعلیم حضرت داؤدؑ۔ حضرت یحییٰؑ۔ حضرت موسیٰؑ۔ حضرت عیسیٰؑ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور تمام دوسرے انبیاء نے دی ہے۔ پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد امت کے دوسرے بزرگوں نے بھی سچ کی تعلیم دی ہے۔ اس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ بلکہ اس کے لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ ان کی ضرورت اس لئے پیش آئی۔ کہ ایک نمونہ

لوگوں کے سامنے پیش کریں

کہ سچ بولا جا سکتا ہے۔ تا اس سے لوگوں کے اندر حرکت پیدا ہو اور وہ اس تعلیم پر عمل کرنے لگ جائیں ورنہ سچ وہی تھا جو حضرت آدم علیہ السلام کے وقت میں تھا کوئی نئی چیز نہ تھی۔

پس اصل چیز یہی ہے کہ اپنے اندر ایک جوش اور عزم پیدا کیا جائے۔

وعظ و نصیحت

جتنی زیادہ ہوتی ہے وہ انسان پر بوجھ ہوتی چلی جاتی ہے۔ قرآن کریم کے چھوٹی سی کتاب ہونے میں یہی حکمت تھی کہ لوگ اسے بار بار پڑھیں اور عمل کریں۔ اسے بوجھ سمجھ کر اس کی طرف سے توجہ نہ ہٹا لیں۔ اگر یہ بڑی کتاب ہوتی تو لوگ اسے دیکھ کر گھبرا جاتے اور چاہتے کہ کسی طرح اس کا خلاصہ نکال لیا جائے۔ کیونکہ بڑی کتابوں کو کوئی نہیں پڑھتا۔ اور جب کوئی پڑھے گا نہیں۔ تو وہ عمل کیسے کرے گا۔ میرے خطبوں کو ہی لے لو۔ انہیں اگر جمع کیا جائے تو کئی جلدیں تیار ہو سکتی ہیں۔ لیکن لوگ ان سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے سوائے اس کے کہ انہیں سن لیا اور اسے بھلا دیا۔ یہ نہیں کہ بعد میں بھی انہیں پڑھ کر ان سے

فائدہ اٹھائیں۔ یہی کسی چیز کی طوالت فائدہ نہیں دیتی بلکہ عزم فائدہ دیتا ہے تم لوگوں نے یہاں آکر تعلیم حاصل کی ہے اگر تم غور کرو تو چھوٹی چھوٹی باتوں کے علاوہ بعض اصولی باتوں کی بھی ان کو ضرورت ہوتی ہے وہ گو یہیں موجود ہیں۔ یہاں آکر ان باتوں کو سیکھنے کا یہی فائدہ ہے کہ انسان دوسرے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھتا ہے۔ ان سے ملتا جلتا ہے جس سے اس میں

ایک نیا جوش اور نیا عزم

پیدا ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے بھی فرمایا ہے کونوا مع الصادقین۔ اسی طرح کہا جاتا ہے ؎

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

انسان جب کسی دوسرے کی صحبت میں بیٹھتا ہے تو اس کے اندر نیکی کا جوش پیدا ہو جاتا ہے تو تم بھی ایک نیا جوش اور نیا عزم لے کر یہاں سے جاؤ۔ اور واپس جا کر اسے دوسرے لوگوں میں بھی پیدا کرنے کی کوشش کرو۔ مجھے

بچپن کا ایک واقعہ یاد ہے

میں نے ہوائی بندوق خریدی اور ہم چند بچے اکٹھے ہو کر باہر شکار کو جاتے۔ بچوں کے لئے ہوائی بندوق رائفل سے بھی بڑھ کر ہوتی ہے۔ ہوائی بندوق سے دو چار گز کے فاصلہ سے ہی شکار کیا جا سکتا ہے زیادہ فاصلہ سے شکار نہیں کیا جا سکتا۔ قادیان میں چونکہ اور بندوقیں بھی تھیں اور لوگ بالعموم شکار کے لئے باہر جاتے تھے اس لئے جانور قریب پہنچنے سے پہلے اڑ جاتا تھا اور وہ ہمارے فائر کے لئے مفید نہیں تھا۔ اس لئے ہم چاہتے تھے کہ کچھ فاختائیں جہاں کوئی درخت پر بیٹھی رہیں اور ہم قریب پہنچ کر انہیں شکار کریں۔

چنانچہ ہم دیہات کی طرف نکل گئے ہمارے ارد گرد بچے جمع ہو گئے۔ ہر ایک بچہ یہ کہتا تھا کہ ہمارے گاؤں چلو۔ وہاں ایک ایک درخت پر ۲۰-۲۰ فاختائیں بیٹھی ہیں۔ آخر کار ان میں سے ایک لڑکا راہنما بن کر جوش سے ہمارے آگے چل پڑا۔ اور کہا یہ بندوق شکار مارتی ہے ہم نے کہا ہاں مارتی ہے۔ بات کی شکل یہ ہم اس کے گاؤں جائیں گے۔ اس لڑکے کی ماں [illegible] سکھ مرد تو گوشت کھا لیتے ہیں لیکن سکھ عورتیں ہندوؤں کی طرح گوشت استعمال نہیں کرتیں۔ اس نے اپنے بیٹے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ تمہیں شرم نہیں آتی کہ تم جیو ہتیا کرتے ہو اور مسلمانوں کو ساتھ لے آئے ہو ان کا بیٹا [illegible] اصرار کرکے ساتھ لایا تھا۔ سب سے زیادہ اس کی آنکھیں سرخ ہو گئیں اور وہ چیخنے لگا اور کہنے لگا۔ تم کیوں جیو ہتیا کرتے ہو اور یہاں شکار مارنے کیوں آتے ہو۔ میں حیران تھا کہ کیا بات ہے۔ وہ ہمیں خود ساتھ لایا ہے اور یہاں آکر اس طرح آنکھیں نکالنے لگا۔

اس کی وجہ یہی تھی

کہ دوسرے کو دیکھ کر اس میں جوش پیدا ہو گیا۔ وہ لڑکا شکار کو برا نہیں سمجھتا تھا۔ اور جیو ہتیا کو نہیں جانتا تھا لیکن جب ماں نے کہا تمہیں شرم نہیں آتی کہ تم جیو ہتیا کرتے ہو تو یہ سن کر جھٹ اس کے اندر جوش پیدا ہو گیا اور وہ ہمیں گھورنے لگا۔ پس حقیقت یہی ہے کہ آپس کے ملنے جلنے سے انسان کے اندر جوش [illegible] اور عزم پیدا ہوتا ہے اور انسان اس سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ پس آپ اپنی اپنی جگہوں پر واپس جا کر

اپنا نیک نمونہ پیش کریں

لوگوں کے سامنے نئی روح اور نئی زندگی پیش کریں۔ اور دو چار دس آدمیوں میں وہی جوش اور وہی عزم پیدا کر دیں۔ جو آپ نے چند دن یہاں رہ کر اپنے اندر پیدا کیا ہے۔ پھر وہ لوگ دوسروں کے پاس جائیں اور ان کے اندر جوش اور عزم پیدا کریں۔ جب لوگ دیکھیں گے کہ یہ لڑکا آوارہ تھا۔ مگر وہ یہاں چند دن تربیت حاصل کرنے کے بعد واپس آیا ہے تو اس نے آوارگی چھوڑ دی ہے وہ دین کی خدمت کر رہا ہے اور خدمت خلق میں مشغول ہے تو پانچ سات آدمی ضرور اس کے گرد جمع ہو جائیں گے پس اگر تم نے ان چند دنوں سے فائدہ اٹھایا ہے اور یہ روح اپنے اندر پیدا کر لی تو اچھی بات ہے اور تم نے اپنا مقصد حاصل کر لیا۔ لیکن اگر تم نے صرف کاپیوں میں اسباق کے نوٹ لئے ہیں۔ تو یہ دن تم نے ضائع کئے۔ ان سے زیادہ باتیں قرآن کریم تورات۔ انجیل۔ حضرت مسیح موعود کی کتب میری کتب۔ حضرت خلیفہ اول کی کتب اور مسلمان مصنفین کی کتب میں موجود تھیں۔ اور یہ کام تم گھر بیٹھے کر سکتے تھے۔ صرف میری کتابوں میں ہی اتنا مصالحہ موجود ہے کہ اس کے سامنے یہ نوٹ تمہیں حقیر نظر آئیں گے لیکن اگر تم نے ان چند دن کی صحبت سے فائدہ اٹھایا۔ تو یہ چیز تمہارے کام آئے گی۔ خلوت میں اگر کتابیں پڑھی جائیں تو بسا اوقات مشوش دماغ ان سے کچھ حاصل نہیں کرتا۔ لیکن دوسروں کے ساتھ بیٹھ کر جو باتیں سنی جائیں۔ وہ مفید ہو جاتی ہیں۔ پس آج میں صرف اتنی نصیحت کرتا ہوں کہ

تم عمل کی طرف توجہ دو

باہر سے جو رپورٹیں آتی ہیں ان میں بتانا چاہیئے کہ خدام کی کیا حالت ہے۔ لیکن جو عہدیدار سمجھتا ہے کہ کوئی شخص ہماری بات نہیں مانتا میں اسے پاگل سمجھتا ہوں ہر ایک شخص کے کان ہیں پھر وہ تمہاری بات کیوں نہیں سنتا۔ گاندھی جی کھڑے ہوئے تو لوگ ان کے گرد جمع ہو گئے اور یہ محض اس لئے تھا کہ انہوں نے اپنا نمونہ دوسروں کے سامنے پیش کیا۔ تم بھی اپنا نمونہ پیش کرو لوگ تمہاری بات ماننے لگ جائیں گے۔ یہ کہنا کہ لوگ ہماری بات نہیں سنتے انتہا درجہ کی بد ظنی ہوتی ہے اور اس شخص سے زیادہ ذلیل اور قوم کا دشمن اور کوئی نہیں ہوتا جو یہ کہتا ہے کہ کوئی شخص میری بات نہیں مانتا۔ وہ یا تو اول درجہ کا متکبر ہوتا ہے اور سمجھتا ہے کہ میرے سوا اور کوئی کام نہیں کر سکتا۔ اور یا وہ اپنے سوا کسی کو نیک نہیں سمجھتا۔ اگر کسی کو دس آدمیوں کی موجودگی میں اپنی تعریف کرانی مقصود ہو تو ضروری ہے کہ وہ اپنے آپ کو ان دس آدمیوں سے افضل ثابت کرے۔ اور اس کے لئے اسے کام کرنا پڑے گا کسی کی بڑائی اور

زندگی کا یہی ثبوت ہوتا ہے

کہ وہ باقیوں کو کمتر دکھائے۔ لیکن جو لوگ اپنی بڑائی چاہتے ہیں اور کام کرنا چاہتے ہیں وہ اپنے آپ کو اونچا کرنے کی بجائے باقیوں کو ذلیل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ بڑا طریق ہے اس سے بچنا چاہیئے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ نوجوانوں کی سستی اور غفلت سے مرکز کو مطلع نہ کیا جائے۔ ایسا ضرور کریں۔ لیکن ایسی بات لکھتے وقت یہ دیکھ لینا چاہیئے کہ کہیں یہ بات اپنے آپ کو بڑا جتلانے اور دوسروں کو ذلیل کرنے کے لئے تو نہیں۔ پس ماننے والے موجود ہیں۔ سننے والے موجود ہیں بشرطیکہ کوئی سنانے والا اور سننے والا ہو ہٹلر کو دیکھ لو کہ وہ کس طرح اپنی قوم کو ساتھ لے کر نکلا۔

انسان کے اندر روح ہونی چاہیئے

اسے پر امید ہونا چاہیئے۔ اور اچھا نمونہ دکھانا چاہیئے۔ لوگ خود بخود تمہاری بات مانیں گے۔ سنیں گے۔ اور اس پر عمل کریں گے۔ لوگ قربانی کرنے سے ڈرتے ہیں۔ تم قربانی پیش کرکے ان کا ڈر اتار دو۔ مگر ہر کام کر کے [illegible] کرنے کے بعد مفصل اطلاع دو۔ سنو کسی جگہ دس خدام ہیں اور ان میں سے آٹھ خدام نماز نہیں پڑھتے تو تم لکھو کہ صرف دو آدمی نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں آتے ہیں۔ اس سے مرکز خود نتیجہ نکال لے گا کہ باقی آٹھ خدام نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں نہیں آتے اور مرکز انہیں

ہدایت دے گا

لیکن تم خدا تعالیٰ اور بنی نوع انسان کے سامنے کسی دوسرے پر الزام نہیں لگاؤ گے تم یہ لکھو کہ مرکز کو مشورہ دو کہ فلاں شخص چندہ نہیں دیتا یہ مت لکھو کہ کوئی چندہ نہیں دیتا۔ یہ چیز تکبر اور بے ایمانی پر دلالت کرتی ہے۔ تم یہ لکھو کہ فلاں نے چندہ نہیں دیا میں اس کے پاس فلاں وقت گیا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ وہ مالی مشکلات میں ہے میں پھر کسی وقت جاؤں گا اور اسے اس طرف توجہ دلاؤں گا۔ پس

تم امید کبھی ختم نہ کرو

نہ ذہن سے نہ زبان سے اور نہ قلم سے کیونکہ جس وقت تم امید ختم کر دو گے اس وقت واقعہ میں ان کے اندر اور خود اپنے اندر تم موت پیدا کر دو گے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

من قال ھلک القوم
فھو اھلکھم

جو شخص کہتا ہے کہ لوگ مر گئے وہ قوم کا دشمن ہے اور وہ ایسا کہہ کر اپنی قوم کی موت کا باعث بنتا ہے۔ پس تم کبھی بھی ایسی بات زبان پر نہ لاؤ۔ جب کوئی شخص ایسی بات زبان پر لاتا ہے اور کہتا ہے کہ لوگ مر گئے تو تم سمجھ لو کہ وہ غلطی پر ہے تم اسے اس بات سے روکو اور بجائے اس کے کہ تم اس کی تصدیق کرو کہ میرا بھی یہی تجربہ ہے تم یہ کہو کہ بعض مشکلات ہوتی ہیں اور کمزوریاں بھی پائی جاتی ہیں ہمارا یہ کام نہیں کہ ہم ناامید ہو جائیں۔

ہمارا کام یہ ہے

کہ ہم انہیں اٹھائیں اور سمجھائیں اگر کوئی لڑکا ہے تو اسے اشارے سے سکھائیں بالغ ہے تو اسے علم سکھائیں دوسرے پر نکتہ چینی نہیں کرنا چاہیئے بلکہ خود کام کرنا چاہیئے جب کسی کو برا کہہ دیا جاتا ہے تو وہ سمجھ لیتا ہے کہ چلو میں برا ہوں تو برا ہی سہی پس تم میرا بیان کردہ طریق اختیار کرو اور یہ مت کہو کہ فلاں کام نہیں کرتا اور اس کی اصلاح سے مایوس مت ہو جاؤ۔ میں نتیجہ نکالنے سے منع کرتا ہوں واقعات بیان کرنے سے منع نہیں کرتا۔ واقعات بیان کرنا نہایت ضروری چیز ہے۔ لیکن یہ مت کہو کہ لوگ ایسے ہو گئے ہیں۔ اگر ایک شخص نے جھوٹ بولا ہے۔ تو یہ مت کہو کہ سب جھوٹ بولتے ہیں بلکہ یہ کہو کہ فلاں نے جھوٹ بولا ہے

ہم سچ بولنے کی اہمیت کو جانتے ہیں اس لئے ہم اسے سمجھائیں گے کہ وہ جھوٹ نہ بولے یا ایک شخص نے خیانت کی ہو تو یہ مت کہو کہ سب خائن ہو گئے بلکہ یہ کہو کہ ایک شخص نے خیانت کی ہے ہم سب مل کر اس کی اصلاح کی کوشش کریں گے میرا اپنا تجربہ ہے کہ جب کوئی سمجھتا ہے کہ لوگ مر گئے ہیں یا لوگ خائن ہو گئے ہیں تو اس میں بہت حد تک جھوٹ ہوتا ہے اور پھر یہ بے اصولے پن کی بھی علامت ہوتی ہے کہ یا تو انسان ایک ہی جھاڑو سے سب کو گندے گڑھے میں ڈال دیتا ہے اور یا پھر سب کو عرش پر پہنچا دیتا ہے اگر وہ کوئی تقریر کرے اور لوگ سبحان اللہ کہہ دیں تو وہ خوشی سے باہر نکلتا ہے اور کہتا ہے سب لوگ اچھے ہیں۔ لیکن اگر کوئی اس پر اعتراض کرے تو کہہ دیتا ہے کہ سب لوگ خراب ہیں۔ پس جس خادم سے کوئی غلطی سرزد ہو تم اس کی

اصلاح کرنے کی کوشش کرو

اور مرکز کو اطلاع دو لیکن یہ نہ کہو کہ وہ سب خراب ہیں۔ وہ ہماری بات نہیں سنتے یہ لغو طریق ہے اسے اختیار نہیں کرنا چاہیئے پرانے لوگوں نے لطیفے کے طور پر بیان کیا ہے کہ ایک نائی تھا وہ عموماً درباریوں کی حجامت بنایا کرتا تھا کسی درباری نے خوش ہو کر اسے پانچسو اشرفیاں دے دیں۔ جب اسے اس قدر نقدی ملی تو بجائے اس کے کہ وہ اسے کہیں سنبھال کر رکھے وہ اپنے ساتھ اٹھائے پھرتا تھا۔ وہ امراء کی حجامتیں بنانے جاتا تو تھیلی ساتھ اٹھا لیتا آہستہ آہستہ یہ ایک مذاق بن گیا کوئی پوچھتا کیا ہے تو وہ کہتا یہ پانچ سو اشرفیاں ہیں۔ ایک دن ایک امیر نے اس سے پوچھا شاہ شہر کا کیا حال ہے اس نے جواب دیا کہ کیا حال پوچھتے ہیں جناب وہ من بستا ہے اور کوئی کمبخت ایسا نہیں ہوگا جس کے پاس سو اشرفیاں بھی نہ ہوں۔ چونکہ وہ عموماً امراء کے پاس جایا کرتا تھا۔ اس لئے وہ زیادہ اعتبار نہیں کرتا تھا ایک دن مذاق میں

امراء نے مشورہ کیا

کہ اس کی تھیلی اٹھا لو چنانچہ وہ تھیلی اٹھا لی گئی دوسرے دن جب وہ حجامت بنانے آیا تو اس کا رنگ اڑا ہوا تھا وہ بول نہیں سکتا تھا کسی شخص نے اس سے دریافت کیا کہ میاں آج شہر کا کیا حال ہے اس نے جواب دیا کہ شہر کا کیا پوچھتے ہو سارا شہر بھوکا مر رہا ہے۔ اس امیر نے اپنے نوکر سے کہا تھیلی اٹھا لاؤ اور وہ تھیلی نائی کو دے کر کہنے لگا میاں تم تھیلی لے لو لیکن شہر کو بھوکا نہ مارو۔ یہ کتنی حماقت کی بات ہے

ایک انسان یا تو سویپنگ SWEEPING ریمارکس دے دیتا ہے اور یا پھر سب کو عرش پر بٹھا دیتا ہے بعض لوگ سارے ہی بڑے نظر آتے ہیں یعنی ہوتا ہے کہ کوئی نہ کوئی نقص نہیں ہوتا اور کہتے ہیں کہ سارے لوگ ایسے ہی ہیں کہتا ہوں کوئی مثال دو بعض وہ کہتے ہیں کہ سب ایسے نہیں جب میں پھر اصرار کرتا ہوں کہ کوئی مثال دو تو یہ تعداد اور کم ہو جاتی ہے اور آہستہ آہستہ ایک آدمی رہ جاتا ہے۔ غرض یہ طریق غلط ہے

تم اپنی اصلاح کرو

اور دوسروں کی اصلاح کرو اور یہ نہ کہو کہ سب برے ہیں یا لوگ ہماری بات نہیں سنتے یہ بگاڑنے کا طریق ہے اصلاح کرنے کا طریق نہیں۔ اگر کوئی خدام ہیں اور وہ تمام کے تمام نماز میں شامل نہیں ہوتے تو ہو سکتا ہے کہ ان میں سے آٹھ کے پاس کوئی حقیقی معذوری ہو جس کی وجہ سے وہ مسجد میں نہیں آ سکتے۔ پس تمہیں اس طریق کو توڑنا چاہیئے اور مرکز میں بھی رپورٹیں بھجوانی چاہئیں۔ تنظیم کے معنے یہی ہیں کہ آپ لوگ مرکز سے وابستہ ہوں اگر آپ مرکز سے وابستہ نہیں تو کوئی تنظیم حقیقی تنظیم نہیں کہلا سکتی *

(الفضل ۲۰ جون ۶۲ء)

مظفرپور میں ایک نکاح کی تقریب

۱۲ رجولائی ۱۹۶۲ء بعد نماز مغرب عزیزہ قیصر جہاں صاحبہ بی۔ اے بنت محترم ڈاکٹر سید منصور احمد صاحب مظفرپور کا نکاح عزیزم محترم محمد احمد صاحب ایم۔ اے۔ او۔ ایم۔ ایس۔ سی جیالوجیکل سروے آف انڈیا ابن خان بہادر پروفیسر محمد صاحب آف مدراس سے مبلغ ساڑھے سات ہزار روپیہ مہر قرار پایا۔ تقریب نکاح مظفرپور کے ضلع ہائی سکول کے وسیع میدان میں منعقد ہوئی جہاں شامیانے، کرسیوں اور لاؤڈ سپیکر کے وسیع اور باوقار انتظام کے علاوہ بجلی کے قمقموں نے اس میدان کو بقعۂ نور بنا رکھا تھا ڈیڑھ صد سے زائد معززین نے اس تقریب میں شرکت کی

اس مبارک تقریب میں صاحبزادہ حضرت میاں وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ کی شرکت کا قوی امکان تھا لیکن آپ نے حال ہی میں حیدرآباد اور بمبئی وغیرہ کا جو دورہ کیا ہے اس کی تھکاوٹ کے اثرات اور بالخصوص آنکھوں میں تکلیف بڑھ جانے کی وجہ سے آپ تقریب میں شرکت نہ فرما سکے۔ آپ کی طرف سے بطور نمائندہ محترم مولینا محمد سلیم صاحب کلکتہ سے تقریب میں شرکت اور خطبہ نکاح پڑھنے کی غرض سے تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے صاحبزادہ صاحب موصوف کو صحت کاملہ عطا فرمائے آمین۔

محترم مولینا محمد سلیم صاحب نے مسنون آیات خطبہ پڑھنے کے بعد "اسلام میں عورت کی حیثیت" پر مؤثر انداز میں روشنی ڈالی۔ آپ نے خطبہ نکاح والی آیات کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلام نے آج سے چودہ سو سال قبل اس وقت عورت کو مرد کے حقوق دلا کر لباس مساوات پہنایا۔ جبکہ عورت کے وجود کو دائرہ انسانیت سے خارج سمجھا جاتا تھا اور ایک باپ اپنی بیٹی اور اپنی لخت جگر کو زندہ درگور کرنے جیسے فعل شنیع کا مرتکب ہو جاتا تھا۔

آپ نے اسلامی پردہ پر بھی دلنشین انداز میں روشنی ڈالی اور پردہ کے افراط و تفریط کے پہلوؤں کو اجاگر کرتے ہوئے فرمایا مرد کا دائرہ عمل عموماً بیرونی ہے اور عورت کا اندرون خانہ۔ لہذا جب عورت کسی ضرورت کی وجہ سے اپنے اصل دائرہ کار سے نکل کر مردوں کے دائرہ عمل میں داخل ہوتی ہے تو شریعت اسلامیہ اسے نقاب یا پردہ کا حکم دیتی ہے بالکل اسی طرح جیسے ایک ملک کا باشندہ دوسرے ملک میں داخل ہوتا ہے۔ تو اس پر ویزا منوانے کی پابندی عائد ہو جاتی ہے اور وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ مجھ پر ظلم ہے۔ پس پردہ عورت پر ظالمانہ پابندی نہیں۔ ہے بلکہ اس کی حفاظت کا ذریعہ ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ اس سلسلہ میں مردوں پر عورتوں کی بہ نسبت کچھ زیادہ پابندیاں عائد ہیں مثلاً ریل کے جو ڈبے مستورات کے لئے مخصوص ہوتے ہیں ان میں مردوں کو بیٹھنے کی اجازت نہیں ہوتی لیکن عورتیں مردوں کے ڈبوں میں بیٹھ جاتی ہیں اور کوئی اعتراض نہیں کر سکتا۔ یہی صورت ان بسوں اور ٹراموں کی بھی پیش آتی ہے جن میں مستورات کے لئے سیٹیں مخصوص ہوتی ہیں۔ مرد عورتوں کے جلسوں اور اجتماعوں میں شریک نہیں ہو سکتے لیکن عورتیں مردوں کے جلسوں میں شریک ہو سکتی ہیں۔ ان مثالوں سے ثابت ہوا کہ عورتوں کی بہ نسبت مردوں پر کچھ زیادہ ہی پابندیاں عائد ہیں۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اسلام نے مرد کو عورت سے ایک درجہ کی زیادتی کا حق دیا ہے لیکن یہ حق ایسے ہی ہے جیسے کسی سوسائٹی اور انجمن کے پریذیڈنٹ کو ایک ووٹ کا زائد حق حاصل ہوتا ہے تاکہ بوقت ضرورت وہ اسے استعمال کرکے اس کی صورت پیدا کر دی جائے۔ لیکن اس زائد ووٹ کی وجہ سے باقی ممبران انجمن کے حقوق و فرائض میں کوئی کمی بیشی نہیں ہو جاتی۔ خطبہ نہایت مؤثر انداز میں بیان کیا گیا تھا۔ حاضرین مجلس مسلمان، ہندو، سکھ معززین جو کثیر تعداد میں شریک تقریب تھے۔ اس خطبہ سے بہت محظوظ ہوئے۔

اعلان نکاح کے بعد حضرت سید ارادت حسین صاحب جو قیصر سلمہا کے نانا جان اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقرب صحابی ہیں نے دعا کرانے سے قبل کھڑے ہو کر فرمایا کہ ہم لوگ جس جماعت سے تعلق رکھتے ہیں اس سے منسلک ہونے والے صوبہ بہار کے پہلے فرد حضرت مولینا حسن علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ جو عزیز محمد احمد صاحب کے دادا کے بڑے بھائی تھے۔ آپ صوبہ بہار میں سب سے پہلے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لائے۔ اور میں اپنے علم کے مطابق صوبہ بہار کا سیکنڈ۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صحابی ہوں۔ میرے بعد میرے منجھلے بھائی حضرت سید ارادت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے۔ قیصر سلمہا میرے منجھلے بھائی کی پوتی اور میری نواسی ہے۔ بعد ازاں آپ نے مختصر، جامع، پُر رقت انداز میں سورہ فاتحہ درود شریف کے بعد رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا فرمائی۔ اور حاضرین کی ناشتہ اور چائے سے تواضع کی گئی۔

تقریب میں سابق گورنر پنجاب مسٹر سی پی این سنہا، یونیورسٹی منسٹر مسٹری جھینڈ پرشاد سنہا۔ ایس۔ پی پٹنہ جناب سید فضل احمد صاحب (لڑکی کے ماموں جان) کے علاوہ بعض اور افسران اور معززین نے شرکت فرمائی۔

پیغامات

اس تقریب سعید پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے دعائیہ پیغامات بھی موصول ہوئے۔ (۱) حضرت المسیح الموعود ایدہ اللہ الودود کے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب تحریر فرماتے ہیں:-

"حضور دعا فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ آپکی لڑکی کا رشتہ ہر لحاظ سے بابرکت کرے"

۲- صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ تحریر فرماتے ہیں:

"دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی بچی کی شادی خانہ آبادی دین و دنیا کے لحاظ سے مبارک اور مثمر ثمرات حسنہ کرے۔ اور آپ کی بچی کو راحت اور برکت کی زندگی عطا کرے اور پاک اولاد سے نوازے۔ میری طرف سے دلی مبارکباد قبول کریں"

(باقی صفحہ پر)

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے پوتوں کے قتل کی آڑ میں

ایک مولوی صاحب کی جماعت احمدیہ پر ناحق الزام تراشی اور بے جا تعلیاں

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل ۔ قادیانی

خبر ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے دو پوتے پاکستان میں کسی دشمن کے ہاتھ سے قتل ہو گئے ہیں اس پر اخبار الجمعیتہ دہلی مورخہ ۲۳ر جولائی ۷۶ء میں مولانا اخلاق حسین صاحب قاسمی کا ایک بیان بصورت اپیل شائع ہوا ہے جس میں لکھا ہے کہ :-

" (مولانا ثناء اللہ صاحب) قادیانی فتنہ کے مقابلہ میں اپنے علم اور ایمانی صداقت سے امام احمد بن حنبل اور امام ابن تیمیہ کی یاد تازہ کی تھی .... پاکستان میں قادیانی طبقہ کی خفیہ ریشہ دوانیوں کی بنا پر احساسات کا اندیشہ ہے کہ اس حادثہ میں اسی طبقے کی انتقامی کارروائی کا دخل ہو"

سب سے پہلے تو قادیانی جماعت کو جو کہ زمانہ اسلام کی واحد علمبردار جماعت ہے فتنہ قرار دینا مسخ شدہ فطرت اور اسلام سے انتہائی عداوت کا ثبوت ہے۔ آج دشمنان اسلام کے سامنے سوائے اس جماعت کے اور کون سینہ سپر ہے۔ اور کون اسلام کا ڈنکا چار دانگ عالم میں بجا رہا ہے اور وہ کونسی جماعت ہے جس کے سامنے غیر ممالک میں دشمن اسلام مرعوب ہو رہا ہے۔ اور کس کے ذریعہ سے مغرب سے اسلام کا سورج طلوع ہو رہا ہے۔ اور کس نے اندرون ملک شدید ترین دشمن کی زہریلی چیلنجوں کو توڑ کر رکھ دیا ہے وہ صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جس کا اعتراف کرنے پر اپنے اور اغیار مجبور ہو گئے ہیں۔ ایسی واضح اور اظہر من الشمس حقیقت کو جھٹلانا ان لوگوں کا کام ہے جو صرف ظاہر پرست صداقت کے دشمن ہیں۔

مولانا نے اپنی اپیل میں مولوی ثناء اللہ صاحب کو حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرت امام ابن تیمیہ سے مماثلت دی ہے۔ سبحان اللہ! چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے وہ کونسے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں۔ جن سے اسلام کو کوئی فائدہ پہنچا ہو اور جن کے نتائج ان کے سامنے ہوں۔ اور جن سے اسلام کو کوئی تقویت حاصل ہوئی ہو۔ ان کی ساری عمر تو بچوں جیسے لڑنے جھگڑنے میں گذر گئی یا پھر جماعت احمدیہ کے خلاف جھوٹا پراپیگنڈہ کرنے میں صرف ہوئی مگر ان کا یہ ہر وار ان کے لئے

ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ اور ان کی تمام جدوجہد کے مقابلہ میں جماعت احمدیہ دن دونی رات چوگنی ترقی کرتی چلی گئی۔ اور وہ اس کے راستے میں کوئی مؤثر روک پیدا نہ کر سکے بلکہ وہ اپنے شہر میں بھی اس کی ترقی کو نہ روک سکے اور آخرکار اپنے منہ مانگے فیصلہ کے مطابق جہلت پا کر جماعت احمدیہ کی صداقت پر مہر کر گئے۔ ان کی تمام تر مخالفانہ مساعی احمدیت کی ترقی کے لئے کھاد کا کام دیتی رہیں۔

ان کے پوتوں کے قتل کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ کو مورد الزام قرار دینا انتہائی بدظنی ہے۔ مگر یاد رہے إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا۔ ان کی بدظنی جماعت احمدیہ کا کچھ بگاڑ نہیں سکتی۔ آج پون صدی اس بات پر گواہ ہے۔ کیا اس سے قبل جماعت کے متعلق دشمنوں کی بدظنیاں اور الزام تراشیاں جماعت کو کچھ گزند پہنچا سکیں۔ کہ ان کا یہ وار کچھ کرگذرے گا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ اس قسم کے شنیع افعال سے بہت بالا ہے اس کے برعکس خود مخالف علماء نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کفر کے فتوے لگائے اور آپ کو واجب القتل قرار دیا۔ حتیٰ کہ حضور کو قتل کرنے کے لئے منصوبے بنائے گئے۔ اور اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے آدمی مقرر کر کے بھیجے گئے۔ خدا تعالیٰ نے ان سب کو ناکام اور نامراد رکھا۔

مسلمانوں میں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت احمدیہ کا سب سے بڑا دشمن مولوی محمد حسین بٹالوی تھا۔ جس نے دیگر علماء کو ساتھ ملا کر آپ کے خلاف فتوائے تکفیر شائع کیا تھا۔ یہی سب سے پہلے واجب القتل قرار دیا جا سکتا تھا۔ یہی شخص تھا مگر باوجودیکہ وہ ہمیشہ ان کے قرب میں ان کے سامنے اپنی مخالفانہ جدوجہد میں دندناتا پھرا جماعت کی طرف سے اسے قتل کیا جانا تو درکنار کبھی معمولی ایذا بھی پہنچائی گئی۔ نہیں، مگر جماعت احمدیہ مخالفین کے خلاف مزعومہ منتقمانہ کارروائی کیا کرتی البتہ خدا تعالیٰ نے سزا کے بغیر نہ چھوڑا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف کوشش ہونے والے اس مفتی اعظم کو آخرکار انتہائی ذلت اور رسوائی اور خانہ بربادی کا شکار بنا کر اسے دنیا کے لئے فرعون کی طرح باعث عبرت بنا دیا۔ نہ صرف یہ بلکہ ہم تو دیکھتے ہیں کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے دو بیٹے آوارہ گردی میں مبتلا ہو کر لکھنؤ میں ایک بدمعاش مستری کے ہتھے چڑھ گئے اور ان کو چھپا لیا۔ وہاں کی جماعت کو جب اس کا علم ہوا تو بٹالوی صاحب کو اطلاع دی گئی۔ اور ان کی منت سماجت پر جماعت احمدیہ نے ان ہر دو لڑکوں کو اس مستری کی گود سے نکال کر مولوی صاحب کے پاس پہنچایا جس کے لئے وہ نہ صرف جماعت احمدیہ کے بیحد ممنون ہوئے بلکہ اپنے دونوں بیٹوں کو قادیان میں تعلیم الاسلام ہائی سکول میں داخل کروا کر جماعت احمدیہ کی تعلیم و تربیت میں دے دیا۔ اور جب آپ سے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو اس بات کا طعنہ دیا۔ تو انہوں نے یہ جواب دے کر ان کا منہ بند کر دیا کہ

"میں نے اپنے بچوں کو بڑے بڑے اسلامی مدارس میں داخل کر کے دیکھ لیا ہے... وہاں رہ کر کچھ تعلیم و تربیت حاصل کرنے کی بجائے آوارہ ہو گئے اور اب قادیان کی تعلیم و تربیت کے نتیجہ میں ان کی حالت سدھر گئی ہے"

(ملاحظہ ہو انجام بٹالوی)

اس واقعہ سے اشد ترین مخالفوں کے ساتھ جماعت احمدیہ کے حسن سلوک نیکی اور رواداری کا بہترین ثبوت ملتا ہے۔ کیا ایسی جماعت کے دلوں میں بھی کسی کو ناحق قتل کرنا تو ایک طرف رہا ایذا پہنچانے کا خیال بھی آ سکتا ہے ہرگز نہیں۔

پس مذکورہ اندیشہ محض بدظنی ہے اور اس عداوت کا ثبوت ہے جو ایسے مخالفین کے دلوں میں جماعت کے خلاف شروع سے جاگزین چلی آ رہی ہے۔

میں اس جگہ اس امر کا ذکر کرنے سے بھی نہیں رک سکتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں لیکھرام آریہ کے قتل کے متعلق الزام لگایا گیا مگر باوجود چیلنج کے کوئی آریہ اس کا ثبوت نہ دے سکا اور گورنمنٹ کی تحقیق بھی اس الزام کے خلاف رہی۔

اسی طرح پادری ہنری مارٹن کلارک امرتسری کے ایجنٹ نے بھی آپ پر اقدام قتل کا الزام دے کر مقدمہ چلایا جس میں ملک صریح ناکامی ہوئی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام باعزت بری قرار دیئے گئے۔

ان واقعات کے باوجود دشمن اپنی ناحق الزام تراشی سے باز نہیں آیا۔ اور گاہے بگاہے جماعت احمدیہ پر اس قسم کا گند اچھالتا رہتا ہے تقسیم ملک کے وقت جس طرح ہندوؤں سکھوں اور مسلمانوں کا نقصان ہوا جماعت احمدیہ کا بھی جانی و مالی نقصان ہوا۔ ان کو بھی بڑے بڑے خطرات میں سے گذرنا پڑا اور اپنی جائداد اور دارالہجرت سے ہاتھ دھونا پڑا۔ مگر باوجود اس کے نہ صرف یہ کہ انہوں نے دوسروں کی جان و مال کی حفاظت کی اور ان کو خطرات سے نکال کر محفوظ جگہوں پر پہنچایا۔ اس بارہ میں غیر مسلموں کی شہادات کئی مرتبہ اخبارات میں شائع ہو چکی ہیں۔ جو جماعت احمدیہ کی پاکدامنی کا بین ثبوت ہیں اگر موجودہ دور میں بھی ان کی حالت یہ ہوتی مولوی اخلاق حسین صاحب تاکہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے پوتوں کو جماعت احمدیہ قتل کروا سکتی ہے تو کیا ۱۹۴۷ء کے فسادات اور عظیم ہنگاموں میں خود مولوی ثناء اللہ صاحب کا ان کے ہاتھوں قتل نہ ہونا کس بات کا ثبوت ہے۔ اصل دشمن تو وہ تھا۔ پوتوں سے قبل تو ان کا صفایا کیا جا سکتا تھا۔

اصل بات یہ ہے کہ صداقت کا دشمن جس بات کا خود مرتکب ہوتا ہے اس کا الزام وہ دوسروں کو دیتا ہے۔ احرار کے زمانہ میں کئی مرتبہ قادیان میں باہر سے آنے والے ایسے آدمی پکڑے گئے۔ جو حضرت امام جماعت احمدیہ پر ناکام نہ حملہ کی نیت سے آتے رہے اور وہ اپنی زبان سے اس امر کا اقرار کرتے رہے۔ پاکستان میں مسلمانوں نے جماعت احمدیہ کو مٹانے کے لئے جو زور لگایا اور ان کی جانوں، مالوں پر حملے کئے ان کا ریکارڈ حکومت پاکستان کی عدالتی رپورٹ میں موجود ہے نیز حضرت امام جماعت احمدیہ پر سوچی سمجھی سازش کے ماتحت حملہ کر کے آپ کو ختم کرانے کی کوشش کی گئی۔ مقدمہ میں ملزم سزایاب ہوا۔ ایسے لوگوں کا متواتر حملوں کے لئے آنا ایک گہری سازش کا پتہ دیتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ الٰہی جماعتوں کے دشمن ہمیشہ اسی قسم کے حربوں سے کام لینے کی کوشش کیا کرتے ہیں۔ مگر الٰہی جماعتوں کو اپنی ترقی کے لئے ایسی باتوں کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ یہ باتیں ان کی ترقی میں جو روک بن سکتی ہیں۔ اس لئے ان کی تمام تر کوشش یہی ہوتی ہے کہ وہ اس قسم کی حرکات سے دور رہیں۔ جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت ہے۔ اس کے پاس صداقت ہے۔ روشن دلائل ہیں۔ معجزات و نشانات ہیں۔ خدا تعالیٰ کی غیر معمولی نصرت اور تائید

اس کے شامل حال ہے اس نے اس کی ترقی کا ذمہ خود لیا ہے۔ اور اس کے دشمنوں کو مغلوب اور پامال کرنے اور جماعت کی ہر طرح حفاظت کرنے کا غیر معمولی وعدہ دے رکھا ہے۔ اس لئے جماعت کو اس بات کی ضرورت نہیں کہ وہ دشمنوں کا قلع قمع کرنے کی خود فکر کرے۔ چنانچہ اس نے ہر موقع پر خود ہی سب دشمنوں کو ناکام و نامراد کیا اور جماعت کو ہر طرح کے خطرات سے نکال کر ہمیشہ محفوظ رکھا۔

حفاظت خداوندی کے چند نمونے

میں اس جگہ بطور مثال صرف دو وعدوں کا ذکر کر دینا ضروری خیال کرتا ہوں۔ جن سے ایک زیرک انسان آسانی سے جماعت احمدیہ کے متعلق یہ سمجھ سکتا ہے کہ کس طرح خدا تعالیٰ کی نصرت اور تائید اس کے ساتھ ہے۔ اور اس کے دشمنوں کے متعلق خدا تعالیٰ کے کیا ارادے ہیں۔ اور کس طرح اس نے قبل از وقت اپنے ارادوں کو حضرت اقدس علیہ السلام پر ظاہر فرما دیا تھا اور آج کے حالات میں دنیا دیکھ سکتی ہے کہ یہ دو ممتاز وعدے کس شان کے ساتھ اس نے پورے کر کے جماعت کی ترقی اور دنیا کی ہدایت کے لئے سامان پیدا کر کے جماعت کی ترقی اور دنیا کی ہدایت کے لئے سامان پیدا کر دیئے ہیں۔

(الف) آپ کو الہاماً بتایا گیا کہ

"ملک میں بیماریاں پھیلیں گی اور بہت جانیں ضائع ہوں گی اور خدا ایسا نہیں جو اپنی تقدیر کو بدل دے جو ایک قوم پر نازل کی جب تک وہ قوم اپنے دلوں کے خیالات کو نہ بدل ڈالیں۔ وہ قادیان کو کسی قدر بلا کے بعد اپنی پناہ میں لے گا اگر مجھے تیری عزت کا پاس نہ ہوتا تو اس تمام گاؤں کو جب ہلاک کر دیتا۔ میں ہر ایک کو جو اس گھر کی چار دیواری کے اندر ہے بچا لوں گا۔ کوئی ان میں سے طاعون یا بھونچال سے نہیں مرے گا۔ خدا ایسا نہیں کہ جو کبھی تو ہے ان کو عذاب دے۔ ہماری محبت کا گھر امن کا گھر ہے۔ ایک زلزلہ آئے گا اور بڑی سختی سے آئے گا اور زمین کو زیر و زبر کر دے گا اس دن آسمان سے کھلا کھلا عذاب نازل ہوگا۔ اور اس دن زمین زرد پڑ جائے گی یعنی سخت قحط کے آثار ظاہر ہوں گے۔ میں بیداس لئے جو مخالف تیری توہین کریں تجھے عزت دوں گا۔ تیرا اکرام کرے گا وہ ارادہ کر رہی ہے۔ تیرا کام ناتمام رہے اور خدا نہیں چاہتا جو تجھے چھوڑے جب تک تیرے تمام کام پورے نہ کرے میں رحمان ہوں ہر ایک امر میں تجھے سہولت دوں گا ہر ایک طرف سے تجھے برکتیں دکھلاؤں گا۔" (تذکرہ)

(ب) "اور ایسا ہوگا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی اور نامرادی میں مریں گے لیکن خدا تجھے بکلی کامیاب کرے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔"

(تذکرہ طبع اول صفحہ ۱۲۳ تا ۱۴۴)

(ج) "اس کا نتیجہ سخت طاعون ہے جو ملک میں پھیلے گی وہیل یومئذ للمکذبین کئی نشان ظاہر ہوں گے کئی بھاری دشمنوں کے گھر ویران ہو جائیں گے وہ دنیا کو چھوڑ جائیں گے۔ ان شہروں کو دیکھ کر رونا آئے گا۔ وہ قیامت کے دن ہوں گے۔ زبردست نشانوں کے ساتھ ترقی ہوگی ایک ہولناک نشان۔"

(تذکرہ صفحہ ۴۲۰)

۱۹۰۴ء میں یہ خبریں جس شان سے پوری ہوئیں اس کے بیان کی حاجت نہیں بڑے بھاری دشمنوں کے گھر ویران ہو گئے۔ اور آپ کا گھر بیچ مکینوں کے محفوظ رہا۔ قادیان کو کسی قدر بلا کے بعد خدا تعالیٰ نے پہلے کی طرح پھر اپنی پناہ میں لے لیا۔ مخالفانہ حالات میں جبکہ جماعت یہاں نہ رہ سکی ایک حصہ کو یہاں رکھ کر اپنے وعدہ کو پورا کر دکھایا اور آئندہ بھی اس سے یہی توقع ہے۔

پس جبکہ اس جماعت کے ساتھ خدا تعالیٰ کا ہاتھ کام کر رہا ہے۔ اسے اپنے آپ کو فتنوں میں مبتلا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں خدا تعالیٰ اس کا حامی و ناصر ہے اور اس کے دشمن کا وہ آپ دشمن ہے۔

جماعت احمدیہ کا انتقام لینا

رہی جماعت احمدیہ کی طرف سے کسی انتقامی کارروائی کی بات سو واضح رہے کہ جماعت احمدیہ انتقام تو بیشک لیتی ہے مگر اس کا انتقام دنیا کے انتقام سے نرالا ہے۔ وہ اپنے مخالفوں کو ان کی ایذا رسانیوں کے مقابلہ میں ایذا نہیں پہنچاتی۔ اور نہ اس کا یہ اصول ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کو یہ زریں ہدایت دی ہے کہ

گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو

اور جماعت احمدیہ کا اسی اصول و ہدایت پر عمل چلا آتا ہے۔ وہ اپنا انتقام اسی میں سمجھتی ہے۔ بلکہ اس کے نزدیک سب سے بہتر انتقام یہ ہے کہ اپنے دشمنوں اور مخالفوں اور ایذا پہنچانے والوں کو ہدایت کی طرف بلاتی اور اپنی صداقت کے ذریعے شکار کرتی ہے جس کے نتیجہ میں عداوت و کینہ کا قلع قمع ہو کر اتحاد، محبت و یگانگت، امن و سلامتی پیدا ہوتی اور ایک فعال جماعت تیار ہوتی ہے جو دنیا کی بہبودی و بہتری کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتی ہے۔ چنانچہ جماعت احمدیہ کا وجود اس بات کی دلیل ہے۔ اس کا کثیر حصہ ایسے ہی لوگوں کا ہے جو جماعت میں شامل ہونے سے قبل اس کا شدید ترین دشمن تھا۔ اور اسے ہر طرح ایذا پہنچانے کے درپے رہتا تھا۔ جماعت کی قابل تحسین سعی کے نتیجہ میں ان کے اندر ایسا انقلاب آیا۔ جس نے ان کی کایا پلٹ دی۔ یہی اسلام کا منشاء ہے اور یہی احمدیت کی روح ہے۔ جسے جماعت نے ہر ممکن طریق سے اپنایا ہوا ہے۔ اور اسی میں اس کی ترقی کا راز مضمر ہے۔

چنانچہ اس کے ذریعہ سے جماعت دن دونی رات چوگنی ترقی کر رہی ہے۔ اور ہر لمحہ اس کا قدم منزل مقصود کی طرف بڑھ رہا ہے۔

جب دجال ظاہر ہو چکا ہے تو مسیح موعود بھی یقیناً آچکے ہیں

(بقیہ صفحہ ۲)

کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور اس پر غور و تدبر کرنا اپنی عاقبت کو سنوارنے کا ذریعہ!!

اب وہ علماء کہاں ہیں جو احمدیوں کے سامنے دجال کا مطبوعہ تصور پیش کر کے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے دعویٰ کو ناقابل اعتبار قرار دیتے تھے۔ اب تو دجال کے بارہ میں انکو کسی طرح کا شک شبہ نہ رہا۔ مرور زمانہ نے اور خود دجالی فتنہ کی ہولناکی اور وسعت نے ان کی غلطی اُن پر واضح کر دی۔ اب تو سعادت مندی یہی ہے کہ جس برگزیدہ بندہ نے مسیح موعود و مہدی معہود کا دعویٰ کیا ہے سنجیدگی سے اُس کے دعویٰ پر غور کریں اور خدا تعالیٰ سے حضور قلب سے دعا کریں کہ وہ ان کی راہنمائی کرے۔

بھائیو! ذرا غور کرو دنیا کا وہ عظیم فتنہ ظاہر ہو چکا اور آپ لوگ بھی اس کی دسیسہ کاریوں سے واقف و آگاہ ہو چکے یہ وہی فتنہ ہے جس کے متعلق حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ

"ہر نبی نے اس کے فتنہ سے اپنی قوم کو ہوشیار کیا تھا اور میں بھی تمہیں اس سے متنبہ کرتا ہوں۔"

یہ بھلا کیسے ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اس عظیم فتنہ کے مقابلہ کے لئے جس وعدہ کو پورا کیا جاتا!! خدا تعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنے دین متین کی خود حفاظت کرنے کا وعدہ دے رکھا ہے اب دیکھو ایک طرف خود مسلمانوں کی جو ابتر عملی حالت ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں جبکہ نام کے مسلمان کروڑوں کی تعداد میں ہیں تمام کے تمام سامان غافل ہیں۔ پھر دوسری طرف بیرونی رنگ میں دین اسلام مخالفین کیطرف سے طرح طرح کے حملوں کا شکار بنا ہوا ہے ایسے وقت میں سچے وعدوں والا خدا بھلا ان وعدوں کو پس پشت ڈال دیگا اور اپنے دین کو ایسے ہی بے یار و مددگار چھوڑ سکتا ہے!! نہیں اور ہرگز نہیں ان اللہ لا یخلف المیعاد۔ ان وعدہ کان ماتیا۔

پس یقین جانو کہ اس دجالی دور میں تائید الٰہی دنیا کو دین حق کی طرف ہدایت کرنے کیلئے خدا تعالیٰ نے حسب وعدہ اپنے بندے کو بھیج دیا جس نے اپنے وقت پر کام بھی شروع کر دیا اور اب تو اس کے کارہائے نمایاں کے نتائج بھی بہت حد تک ایک دنیا کے سامنے آ چکے ہیں۔ اس کے مقدس ہاتھوں ایک فعال جماعت قائم ہوئی جو دلائل و براہین کے اسلحہ سے لیس ہو کر دجالی فتنہ کا نہایت کامیابی سے مقابلہ کر رہی ہے۔ متعدد میدانوں میں رُوحانی طور پر اسے نمایاں فتح حاصل ہو چکی ہے دجالیت کے قدم اکھڑ رہے ہیں اس وقت تو صورت حال ایسی ہے کہ ہر سچے مسلمان بلکہ ہر حب پسند انسان کا فرض ہے کہ وہ ایک تماشائی کی حیثیت سے دور کھڑا نہ رہے بلکہ اس میدان میں کود پڑے اور احمدی جماعت کے ساتھ تعاون کر کے دنیا سے اُن منفی قوات کو زائل کرنے کی کوشش کرے جو عفریت اپنے ساتھ لائی۔ دنیا میں حقیقی امن اور دائمی سکھ اور چین کا دَور اس وقت تک نہیں آ سکتا جب تک کہ دنیا حقیقی روحانیت کو اختیار کرے اور حقیقی روحانیت ایسے مرد کامل کے ساتھ سچا اور قریبی تعلق قائم کئے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی جسے روحانیت کا سرچشمہ یعنی خدا اسی غرض کیلئے اسی طرح موعود کھڑا نہ کرے جس طرح کہ ہمارے زمانہ میں کھڑا کیا ہے آیا مبارک اعلان!

حقیقتِ نبوت بذاتِ خود اجرائے نبوت کی متقاضی ہے

از مکرم مولوی محمود الدین صاحب مولوی فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم کرنول آندھرا پردیش

دفع توہم یاد رہے کہ جب اجرائے نبوت پر بحث کی جاتی ہے تو ہمارا حقیقی مراد اس سے محض غیر تشریعی ظلی نبوت ہے نہ کہ تشریعی مستقل نبوت۔ یعنی ہم امت محمدیہ میں جس نبوت کے جاری و ساری ہونے کے قائل ہیں وہ اپنی حقیقت کے لحاظ سے تو نبوت ہے مگر حصول کے لحاظ سے ظلی اور احکام کے اعتبار سے غیر تشریعی ہے۔ جس کا اجراء از روئے کلام مبین و احادیث نبویہ ثابت ہے۔ محض اس فرق کو نظر انداز کرنے کی وجہ سے معترضین و مخالفین احمدیت یہ الزام عاید کرتے ہیں کہ گویا جماعت احمدیہ ختم نبوت کی قائل نہیں۔ حالانکہ اس تشریح کی موجودگی میں ختم نبوت کا انکار لازم نہیں آتا بلکہ اگر بنظر تعمق دیکھا جائے تو خود شانِ خاتم النبیینؐ غیر تشریعی ظلی نبوت کا اجراء چاہتی ہے۔

دراصل جو لوگ ہر نوع کی نبوت کو منقطع سمجھتے ہیں اور کسی بھی شرط و قید کے ساتھ نبوت کو جاری قرار نہیں دیتے قطع نظر اس کے کہ وہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے منکرین ہوں یا بعد کے وہ سب محض اسی وجہ سے ہر قسم کی نبوت کو بند سمجھتے ہیں کہ نبوت کی اصل حقیقت نظر انداز کر کے ایک خیالی تصور یا خلافِ حقیقت نظریہ ان کے پیش نظر ہوتا ہے۔

منکرین نبوت کی اقسام اگر ہم انکارِ نبوت کے اسباب پر غور کریں تو تین قسم کے لوگ ہمیں نظر آئیں گے

(۱) اول درجہ پر وہ لوگ ہیں جو نبوت کی حقیقت یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ بعض تعلیمات ایجاد و تنقیح کر کے حالاتِ زمانہ کے مطابق تسلیم پیش کرنے کا نام نبوت ہے۔ اور اگر ایسے لوگوں کے سامنے خواہ مفاسدِ زمانہ و ضروریات کے لحاظ سے احتیاجِ نبوت پر کتنا ہی زور دیا جائے۔ اور کیسے ہی واضح اور بین دلائل پیش کئے جائیں یہ کہہ کر ضرورت سے صاف انکار کر دیتے ہیں کہ مکمل ہدایت اور کامل شریعت کی موجودگی میں نبوت کی تحصیل کی کوئی ضرورت نہیں۔

(۲) دوسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو اپنے صوفیوں، پیروں اور مرشدوں کے تقدس اور علم و فضل کے گرویدہ ہیں۔ بیشک ان کے نزدیک نبوت کی غرض اصلاح مفاسد ہوتی ہے اور یہ بھی مخلوق کو اپنے خالق کی طرف متوجہ کیا جائے مگر ان کے ذہن میں یہ چیز مضبوطی سے بیٹھی ہوئی ہے کہ گو اس وقت امت محمدیہ محتاج اصلاح ہے اور اسی طرح ساری دنیا ہی طاغوتی شکنجہ میں جکڑی ہوئی ہے مگر حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے علماء کو کانبیاء بنی اسرائیل کا خطاب دے کر ان مفاسد کی اصلاح کا کام تفویض کیا ہے اور یہی پیر و مرشد اور صوفی اس غرض کی تکمیل کے لئے کافی ہیں اب آپ بتائیے کہ اس گروہ کے سامنے آنحضرت صلعم کی قوتِ قدسیہ و افاضۂ روحانیہ کو پیش کرتے یا خیر امت کے مناقب و فضائل کا تذکرہ کر کے ضرورتِ نبوت کو ثابت کرنا کہاں تک مفید ہوگا۔

تیسرے درجہ پر ایسے ترقی یافتہ اور علومِ جدیدہ کی روشنی میں سانس لینے والے منکرین نبوت ہیں جن کے نزدیک نبوت کی حقیقت محض نفسیات و اخلاق کے چند اصول ہیں۔ ان کے نزدیک نبوت کی صرف اس وقت ضرورت تھی جبکہ انسان نا حال وحشی تھا اور تمدن و تہذیب کی دولت سے تہی دست تھا مگر اب انسانی ذہن ترقی کے اس اسٹیج پر پہونچ چکا ہے کہ یہ بذاتِ خود اپنے علم و فہم اور تجربہ کی روشنی میں اپنے لئے مکمل لائحہ عمل تیار کر کے اپنی زندگی کو کامیابی کے بامِ عروج پر پہنچا سکتا ہے۔ لہٰذا اب کسی نبی کی ضرورت نہیں۔ پس جب حقیقتِ نبوت ان کے نزدیک صرف اخلاقیات اور تمدن و تہذیب کے چند قواعد کا نام ہے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالاتِ قدسیہ و افاضۂ روحیہ کی مدد سے اجرائے نبوت کا قائل بنانا محال نظر آتا ہے

مندرجہ بالا ہر سہ گروہ اجرائے نبوت کے انکار پر محض اس لئے مصر ہیں کہ وہ نبوت کی اصل حقیقت سے آگاہ نہیں ہیں۔ اور اگر ان پر نبوت کی اصل حقیقت واضح ہو جائے تو انکار و اعراض کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ ہماری سعی و کاوش کے نتیجہ میں اگر ان کے ذہن حقیقتِ نبوت کو سمجھنے پر آمادہ ہو سکیں اور مطلق نبوت کی حقیقت ان پر واضح ہو جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کو انکار و اعراض کی جرأت نہ ہو سکے گی۔ اور ان کے دل خود آواز اٹھیں گے کہ واقعی نبوت اپنی حقیقت کی رو سے جاری رہنے کی متقضی ہے۔

حقیقتِ نبوت اب میں ناظرین کے سامنے نبوت کی اصل حقیقت بیان کرتا ہوں۔ مختصر الفاظ میں اس کی حقیقت یہ ہے کہ نبوت دراصل قربِ الٰہی کا وہ بلند و ارفع مقام ہے۔ جس پر فائز ہو کر ایک انسان خدا تعالیٰ کی صفات کا مظہر بن جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صفات کا علم دے کر فرشتوں کو بتایا کہ میری صفات کی بہترین جلوہ گاہ اور کامل مظہر صرف انسان ہی بن سکتا ہے اور یہی اخلاقِ الٰہی کو مکمل صورت میں جذب کر سکتا ہے اور اسی جذب و ظہور کا اعلیٰ و ارفع مقام نبوت سے تعبیر کیا جاتا ہے اور ایک انسان جب صفاتِ الٰہیہ کے رنگ میں رنگین ہو جاتا ہے تو اس کے تمام رذیل اخلاق نورِ الٰہی اور خدائی تجلی سے جل جاتے ہیں اور اس وقت وہ ایک نئی ہستی بن جاتا ہے۔ الٰہی محبت کا شعلہ از سرتاپا اس میں بھڑک رہا ہوتا ہے۔ جس سے تمام نفسانی ظلمتیں جل کر بھسم ہو جاتی ہیں۔ تب وہ تخلیقِ انسانیت کا نکتۂ کمال یا انسانِ کامل بن جاتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نبی یا رسول کے خطاب سے سرفراز فرماتا ہے ....

پس روحانی طور پر ایک انسان کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی کمال نہیں کہ وہ اس قدر صفائی حاصل کرے کہ اس میں خدائی تصویر کھنچ جائے اور خدائی رنگ اس میں جھلکنے لگے۔ تخلیقِ آدم کے اسی غرض کے پیش نظر خدا تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا انی جاعل فی الارض خلیفۃ، کہ میں زمین میں اپنا جانشین بنانے والا ہوں۔

یہ حقیقت اور بھی واضح ہو جاتی ہے۔ اگر ہم ان تمام انبیاء کے حالاتِ زندگی کا مطالعہ کریں جن کا ذکر قرآن مجید میں مذکور ہے۔ کیونکہ ان کے حالاتِ زندگی کا مطالعہ یہی ثابت کرتا ہے کہ قربِ الٰہی کے اس بلند مقام و مرتبہ پر فائز ہونا اور صفاتِ الٰہیہ کا مظہر بن جانا ہی حقیقتِ نبوت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ چونکہ ان الٰہی مظہروں میں خدائی صفات خلق، احیاء، علمِ غیب، قدرت، شفاء، قدوسیت، مالکیت، رحم، عفو اور ربوبیت وغیرہ کا بین ثبوت ملتا ہے۔ اس لئے بعض مذاہبِ غیر کے متبعین نے محض اس حقیقت کو نہ سمجھنے کے باعث اپنے نبیوں اور رشیوں کو الوہیت کا مقام دینے پر ٹھوکر کھائی ہے۔ اور اسی طرح نبوت کی اصل حقیقت کے نہ سمجھنے کے باعث بعض اجرائے نبوت کے منکر ہو بیٹھے ہیں۔ افراط و تفریط کی یہ دونوں راہیں خطرناک ہیں۔

اجرائے نبوت کے تقاضے اب میں مندرجہ بالا حقیقت کے پیش نظر یہ بیان کروں گا کہ وہ کونسے تقاضے ہیں جو نبوت کو جاری قرار دیتے ہیں۔ مگر یاد رہے کہ نبوت کی حقیقت میں تین چیزوں کا ذکر ہے (۱) انسان (۲) مقامِ قرب (۳) خدا تعالیٰ کا وجود اور اس کی صفات۔ برادرِ مکرم ناظرین ان کو پیش نظر رکھ کر مندرجہ ذیل امور پر غور فرمائیں کہ

(۱) کیا خود ذاتِ باری کا وجود اجرائے نبوت کا متقاضی نہیں؟ جب ہم خدا تعالیٰ کی ذات و صفات پر غور کریں اور ساتھ ہی یہ تسلیم کریں کہ اس کی ذات و صفات غیر متغیر ہیں اور نیز اس کی ذات و صفات کے تقاضوں میں بھی کوئی فرق واقع نہیں ہو سکتا تو لازماً ہمیں ماننا پڑے گا کہ ان صفات کے ظہور کے لئے اور اس کی صفات کی زندہ شہادت دینے کے لئے ایسے مظاہر کی ضرورت ہوتی ہے جو اس کی ذات و صفات میں فنا ہو چکے ہوں یا بالفاظ دیگر ایسے وجودوں کی ضرورت تسلیم کرنی پڑے گی جن کے ذریعہ خدا تعالیٰ اپنا چہرہ دکھاتا ہو۔ جن کے کردار و اخلاق میں خدائی صفات و اخلاق نظر آئیں اور جن کی زندہ شہادتوں سے وجودِ خدا و تری کا افسانہ سے حقیقت اور غیب سے شہود کا رنگ اختیار کرتا ہے۔ ایسے خدا نما وجودوں کی عدم ضرورت کا اظہار کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ تنبیہ کرتا ہوا فرماتا ہے۔

وما قدروا اللہ حق قدرہٖ اذ قالوا ما انزل اللہ علیٰ

بشر من شیٔ۔
کہ ان لوگوں نے در اصل خدائی
صفات کے تقاضوں کو سمجھا نہیں
ورنہ یہ عقیدہ نہ تراشتے کہ اللہ
تعالیٰ کسی بشر کو اپنے اعلیٰ ترین
مقام قرب سے مشرف فرما کر
اس سے کلام نہیں کرتا۔
پس خدا تعالیٰ کی ذات و صفات ہی انسان
کو اس اعلیٰ و ارفع ترین مقام قرب پر پہنچانا
چاہتی ہیں جو حقیقت نبوت ہے۔
پھر ایک جگہ اس کی مزید تشریح و
توضیح اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں کی ہے
رفیع الدرجات ذوالعرش
یلقی الروح من امرہ علیٰ
من یشاء من عبادہ
لینذر یوم التلاق
(مومن ۲)
اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی دو
صفات کا ذکر کیا ہے۔ پہلی صفت رفیع
الدرجات اور دوسری ذوالعرش ہے
رفیع الدرجات میں ان تمام صفات
کا ذکر آگیا جو مدارج قرب اور مراتب روحانیہ
کے مناسب تعلق رکھتی ہیں۔ یعنی اس صفت
میں اس طرف اشارہ پایا جاتا ہے کہ اگر
ارفع ترین درجۂ قرب کے حصول کی
کوشش بھی کی جائے گی تو وہ ضرور ملے
گا۔ اور دوسری صفت ذوالعرش اس حقیقت
کی آئینہ دار ہے کہ اعلیٰ و ارفع مقام جسکے
حصول کے لئے انسان کی تخلیق کی گئی ہے
اللہ تعالیٰ عطا کرنے پر مستعد ہے۔ اپنی اس
آمادگی کا اظہار یوں فرماتا ہے۔
یلقی الروح من امرہ علیٰ
من یشاء من عبادہ
کہ چونکہ میں رفیع الدرجات اور ذوالعرش
ہوں اس لئے ان صفات کا تقاضا یہ
ہے کہ اپنے بندوں میں سے بعض کو بشیر و
نذیر بنا کر بھیجوں اور پھر اس انتظام کی غرض
یہ بتا دی لینذر یوم التلاق کہ تا
دوسرے بندے بھی خدا تعالیٰ کا قرب حاصل
کرکے اپنے آپ کو عذاب الٰہی سے بچا لیں

شوق محبت

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت
ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے
انسان کی تخلیق اسلئے کی ہے تاکہ وہ دنیا
کا محبوب بن جائے۔ ایک حدیث قدسی
ہے فرمایا کنت کنزاً مخفیاً کہ میں
ایک وراء الوراء ہستی ہوں جس کو ظاہری حواس
سے معلوم نہیں کیا جا سکتا فاحببت ان
اعرف میں چاہتا ہوں کہ انسان کو میرا عرفان
حاصل ہو جائے فخلقت آدم اس لئے
میں نے انسان کی تخلیق کی ہے۔ پس خدا تعالیٰ
دنیا کو اپنا طالب بنانا چاہتا ہے۔ چنانچہ
غور کیجئے ایک بت پرست کے چہرہ پر وہ
محبت و عقیدت عاجزی و زاری کی کیفیات
جن کا اظہار وہ اپنے معبود بت کے آگے
کرتا ہے جس کو خود اس نے اپنے
ہاتھوں سے گھڑ کر تیار کیا ہے کس کا تقاضا
ہے؟ ایک آگ کا پجاری آگ کے ساتھ
ساتھ اپنا دل کیوں جلاتا ہے؟ ایک آفتاب
پرست اپنی اندرونی تپش سے مجبور ہو کر
سورج کے سامنے کیوں ہاتھ جوڑتا ہے؟
ایک انسان کو جس نے خدا کا چہرہ کبھی
نہیں دیکھا دریا کے کناروں ویرانوں،
صحراؤں پہاڑ کی چوٹیوں مساجد و منادر
میں سرگرداں پھرنے پر کونسی چیز اکساتی
ہے؟ آئیے میں آپ کو بتاؤں کہ یہ وہی
آتش محبت ہے جو اسے بے چین رکھتی
ہے۔ یہ وہی سوز عشق ہے جو اسے تڑپا
رہا ہے یہ وہی مقام قرب کے حصول
کی جستجو ہے جو اسے مضطرب کئے ہوئے
ہے۔ الست بربکم قالوا بلیٰ
کی آواز انسانی ضمیر و فطرت میں گونج
رہی ہے۔ خود خدا تعالیٰ نے فطرت
انسانی میں اپنی محبت کی چنگاری رکھ دی
ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے اسی حقیقت کو اس شعر
میں بیان فرمایا کہ ؎
تو نے خود روحوں پہ اپنے ہاتھ سے چھڑکا نمک
جس سے ہے شور محبت عاشقان زار کا
سو جبکہ انسانی فطرت ہی محبت
و عشق اور اعلیٰ ترین مقام قرب کے
حصول کی تڑپ و جستجو رکھتی ہے تو پھر
ہم یہ کیسے باور کر سکتے ہیں کہ خالق فطرت
نے فطرت کے اس تقاضے کی تکمیل کے
لئے کوئی سبیل پیدا نہیں کی۔ یقیناً کی ہے
چنانچہ فرماتا ہے
والذین جاھدوا فینا
لنھدینھم سبلنا۔ ادعونی
استجب لکم۔ واذا سألک
عبادی عنی فانی قریب
اجیب دعوۃ الداع
اذا دعان۔

علامت قرب

پس جبکہ ہر انسان میں
اللہ تعالیٰ نے اپنا
قرب حاصل کرنے کی تڑپ رکھی ہے تو یہ
تڑپ ہی اس بات کا زبردست ثبوت
ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ہمت و حوصلہ،
سعی و جہد کے مطابق اپنا مقام قرب
بخشنا چاہتا ہے اور اس کے حصول میں
اس نے کوئی روک پیدا نہیں کی۔ کیونکہ
ہم اپنے دلوں میں ویسی ہی تڑپ رکھتے
ہیں۔ جیسی کہ پہلے لوگوں میں تھی۔ ہماری
اور ان کی تڑپ میں کوئی فرق نہیں۔
اب اس سچی تڑپ اور صحیح جستجو کا نتیجہ
یقیناً اعلیٰ ترین مقام قرب کا حصول
ہے۔ جس کی علامت یہ ہے کہ جب
ایک انسان اس ارفع مقام قرب
پر پہنچ جاتا ہے تو وہ اس قابل ہو جاتا
ہے۔ کہ اس سے اللہ تعالیٰ بکثرت
کلام کرے اور انسانی فطرت کے مخفی
رازوں کو اس پر کھول دے اور اس
کو اظہار علی الغیب کا تحفہ بخشے۔ چنانچہ
اسی مقام پر وحی و الہام کا دروازہ اس
پر کھولا جاتا ہے۔ جس میں بکثرت غیب
کی اخبار بیان کی جاتی ہیں۔ اور اگر یہ نتیجہ نہ
نکلے اس کی محبت و تڑپ کا اور یہ مقام
نصیب نہ ہو اس اضطراب و سوز عشق
کے معاوضہ میں تو آپ ہی بتائیے ؎
گر نہ دیدار میسر نہ گفتار نصیب
کوچۂ عشق میں آکر کوئی کیا لے پیارے

امت محمدیہ کو ترغیب

اللہ تعالیٰ نے سورۂ انعام
رکوع دس میں ۱۸ نبیوں کے نام بنام
مفصل ذکر کے بعد فرمایا ذالک ھدی
اللہ کہ یہ الٰہی ہدایت ہے جو ان کو عطا
ہوئی۔ اب ظاہر ہے کہ لفظ ہدایت
نبوت کی بجائے استعمال ہوا ہے۔ اور
پھر آئندہ کیلئے پیشگوئی فرمائی یھدی
بہ من یشاء من عبادہ کہ اپنے
بندوں میں سے جس کو چاہے ایسی ہی نبوت
والی ہدایت عطا کرے گا گویا کہ اللہ تعالیٰ
نے اپنے ایک دائمی قانون کا ذکر کیا
اب آگے امت محمدیہ کو مخاطب کرتے
ہوئے فرماتا ہے۔ اولئک الذین
ھدی اللہ فبھداھم اقتدہ ۵
کہ اللہ تعالیٰ نے جیسے انکو نبوت والی ہدایت
بخشی ہے اسی طرح تم بھی ایسی ہدایت کے طالب
بنو۔ کاش امت محمدیہ میں یہ ولولہ و اخلاص کی [illegible]
ہو۔
پس اگر خدا تعالیٰ کے پاکیزہ کلام اور
تسلی بخش مکالمہ مخاطبہ کے حصول اور محبت
و عشق الٰہی میں اپنے آپ کو فنا کر دینے کی
خواہش ہمارے اندر ودیعت کی گئی ہے تو
یقیناً وہ ارفع مقام قرب اب بھی ہمارے
لئے ممکن الحصول ہے جس پر فائز ہو کر
ہم خدائی صفات کے کامل مظہر بن
سکتے ہیں۔

مظفر پور میں نکاح کی تقریب

(بقیہ صفحہ ۵)

مبارکباد کے پیغام صاحبزادہ مرزا
ناصر احمد صاحب۔ صاحبزادہ مرزا حنیف احمد
صاحب۔ امیر جماعت احمدیہ قادیان دارالامان
جناب مولانا عبدالرحمٰن صاحب، جماعت احمدیہ
مدراس اور بعض دوسرے احباب کی طرف
سے موصول ہوئے۔
علاوہ ازیں ڈاکٹر راجندر پرشاد سابق
پریذیڈنٹ آف انڈیا۔ گورنر بہار شری ایم اے
آئنگر کی طرف سے بھی مبارکباد کی خصوصی
چٹھیاں اور ڈپٹی منسٹر شری نولکشور سنہا
کی چٹھی موصول ہوئی۔

اظہار تشکر اس مبارک موقعہ پر متعلقین
نے تفصیل ذیل کے مطابق
مختلف مدات میں چندہ جات ادا فرمائے۔
جزاھم اللہ احسن الجزاء
۱۔ محترم ڈاکٹر سید منصور احمد صاحب
اعانت بدر ۵/- مساجد فنڈ بیرونی
ممالک ۵/- نشر و اشاعت ۵/-
درویش فنڈ ۵/-
۲۔ سید داؤد احمد صاحب پروپرائیٹر میڈیکل
ہال مظفرپور
اعانت بدر ۵/- مساجد فنڈ بیرونی
ممالک ۱۰/- نشر و اشاعت ۵/-
درویش فنڈ ۱۰/-
۳۔ پروفیسر شہاب احمد صاحب
عزیزہ قیصر جہاں سلمہا نے حال ہی میں
بی۔اے کا امتحان اچھے نمبروں سے
پاس کیا ہے۔ شہاب احمد صاحب نے
امتحان میں کامیابی اور موصوفہ کی شادی
خانہ آبادی کے موقعہ پر بالترتیب
پانچ پانچ روپے چندہ نشر و اشاعت
اور مساجد بیرون ممالک کی مدات میں
ادا فرمائے ہیں۔
صحابہ کرام و بزرگان سلسلہ درویشان
کرام اور احباب سے درد مندانہ درخواست
دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین
کے لئے مثمر ثمرات حسنہ اور ہر لحاظ سے
خیر و برکت کا موجب بنائے۔ آمین۔
خاکسار
عبدالحق فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ
مظفرپور (بہار)

تین ماہ باقی

جیسا کہ احباب جماعت کو علم ہے کہ
تحریک جدید کے رواں سال ۱۸/۲۸ کے
۹ ماہ گزر چکے ہیں۔ اور صرف تین ماہ باقی
رہ گئے ہیں۔ احباب کو جماعتی طور پر
صدر صاحبان اور مبلغین کرام کے
ذریعہ سے یاد دہانی کرائی جا چکی ہے
اور انفرادی طور پر خطوط لکھے
جا رہے ہیں۔ اس لئے احباب کی
خدمت میں گزارش ہے کہ وہ جلد از
جلد وعدہ جات کی ادائیگی فرما کر
مشکور فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب
کے ساتھ ہو۔
وکیل تحریک جدید قادیان

درخواست دعا۔ ہمشیرہ محترم جناب سید غلام احمد صاحب کے پیٹ میں تکلیف ہے اور ساتھ ہی شدید بخار بھی ہے ضعیف العمری کے باعث تکلیف زیادہ محسوس کرتے ہیں احباب جماعت بزرگان سلسلہ اور درویشان قادیان
سے موصوف محترم کی کامل و عاجل شفایابی کیلئے نہایت عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔ خادمہ سیدہ ام الہدیٰ مسفرہ بیگم از سونگھڑہ کٹک۔

تحریک برائے پختہ عمارت مدرسہ احمدیہ و مرمت لنگر خانہ

احباب جماعت کو معلوم ہے کہ مدرسہ احمدیہ کی عمارت جو آج کل ہر دو سکولوں اور بورڈنگ کے طور پر استعمال ہوتی ہے۔ ایک کچی عمارت ہے۔ جو باوجود گذشتہ پندرہ سالوں میں ہر دفعہ مرمت و لپائی وغیرہ کروانے کے اس وقت مخدوش حالت میں کھڑی ہے۔ اور اس وقت ماہر انجینئروں کی رائے یہی ہے کہ اس خام عمارت کی مرمت پر مزید خرچ کرنا مفید نہیں۔

کچھ عرصہ قبل جماعت احمدیہ کلکتہ کے ایک مخیر دوست نے اس کے ایک حصہ کو پختہ بنانے کے لئے کچھ رقم بھجوائی تھی۔ موجودہ مالی سال کے بجٹ کے موقعہ پر صدر انجمن احمدیہ قادیان نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ان ضروری کاموں کے غیر ضروری اخراجات کے لئے فی الحال پچیس (۲۵) ہزار روپے چندہ کی تحریک مخلصین جماعت کو کی جائے۔ تاکہ برسات کے فوراً بعد سکول کے ایک حصہ کی تعمیر کا کام شروع کروا دیا جا سکے۔

اس ضروری کام کے پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اینٹ سیمنٹ اور دیگر سامان کا انتظام کرنا شروع کر دیا گیا ہے۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ جماعت کے ایسے احباب جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مالی فراخی عطا فرمائی ہے اور جو پہلے بھی سلسلہ کی ہر مالی تحریک میں حصہ لیتے رہے ہیں۔ وہ چندہ تعمیر سکول اور مرمت لنگر خانہ کی تحریک میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر عند اللہ ماجور ہوں اس غرض کے لئے جماعتوں کے سیکرٹریان مال کو سائیکلوسٹائل تحریک کے ساتھ فارم وعدہ جات وغیرہ بھجوائے جا رہے ہیں۔

امید ہے کہ احباب جماعت حسب توفیق اس تحریک میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر فرض شناسی کا ثبوت دیں گے اور خدا تعالیٰ کے نزدیک اجر کے مستحق بنیں گے۔

ناظر بیت المال قادیان

ضروری اعلان

جملہ سیکرٹریان مال جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کو ماہوار رپورٹ بھجوانے کے لئے نظارت بیت المال کی طرف سے بذریعہ ڈاک مختصر سکیم کی گئی ہے۔ اور اسی غرض کے لئے قبل ازیں فارم بھی بھجوائے گئے تھے لیکن پھر بھی اگر کسی جماعت کے پاس ایسے فارم موجود نہ ہوں یا ختم ہو گئے ہوں تو نظارت ہذا سے منگوائے جا سکتے ہیں۔

ناظر بیت المال قادیان

سالانہ آمد کے متعلق

موصی احباب کا حلفیہ بیان

موصی احباب کی خدمت میں جو فارم اصل آمد ہر سال سالانہ آمدن دریافت کرنے کے لئے بھجوائے جاتے ہیں۔ ان کی اس عبارت میں جو موصی کی طرف سے درج ہوتی ہے حال ہی میں مجلس شوریٰ کے فیصلوں میں تبدیلی ہوئی ہے۔ نئے الفاظ حسب ذیل ہیں:۔

" مکرمی سیکرٹری صاحب مجلس کارپرداز مصالح قبرستان بہشتی مقبرہ۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
بجواب آپ کے استفسار مندرجہ چٹھی پشت ہذا میں رسالہ الوصیت کی شرائط تقویٰ کو مدنظر رکھتے ہوئے پورے صدق اور راستبازی سے اطلاع دیتا ہوں کہ (ماسوائے ان مستثنیات کے جو آپ کی چٹھی میں درج ہیں) میری اصل آمد سال گذشتہ (یکم مئی ۱۹ء تا ۳۰ اپریل ۱۹ء) میرے علم اور یادداشت کے مطابق اتنی ہی تھی۔ جو میں نیچے لکھ رہا ہوں اگر تحقیقات کرنے پر میری آمد اس سے زیادہ ثابت ہو تو صدر انجمن احمدیہ کو اختیار ہوگا کہ وہ میری وصیت کے متعلق حسب قواعد مناسب کارروائی کرے۔"

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وصیت کرنے کے لئے عمر کی شرط

" وصیت کرنے کی عمر کے متعلق وہی طریق مناسب ہے جو کہ اس وقت رائج ہے۔ یعنی ۱۸ سال کی عمر سے قبل بھی وصیت کی جا سکتی ہے۔ لیکن وصیت کے لئے کم از کم پندرہ سال کی عمر ہونی ضروری ہوگی جو شرعی بلوغت کی عمومی عمر ہے ایسی صورت میں ۱۸ سال کی عمر ہو جانے پر وصیت کی تجدید ضروری ہوگی تاکہ وصیت کو قانونی حیثیت حاصل ہو جائے اگر کسی ملک میں بلوغت کی عمر ۱۸ سال سے کم یا زیادہ مقرر ہو تو تجدید اسی کے مطابق ہو۔

" ٹھیک ہے۔"

(فیصلہ مجلس مشاورت ۱۹۶۱-۶۲ء)
سیکرٹری مقبرہ بہشتی قادیان

منظوری قائدین مجالس خدام الاحمدیہ بھارت

مندرجہ ذیل مجالس خدام الاحمدیہ کے انتخاب کی از ماہ مئی ۱۹۶۲ء تا ماہ اپریل ۱۹۶۳ء کے لئے منظوری دی جا چکی ہے۔ یہ دوسری قسط ہے یعنی ابھی تک بقیہ مجالس خدام الاحمدیہ کی طرف سے انتخاب موصول نہیں ہوئے۔ اس لئے بذریعہ اعلان ہذا توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ جلد از جلد قائد کا انتخاب کر کے دفتر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ سے منظوری حاصل کر لی جائے۔

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

نمبر شمار	نام مجلس خدام الاحمدیہ	منظوری قائد برائے سنہ ۱۹۶۲-۶۳ء
۱	کشورت	عبدالقادر صاحب ڈاکٹر
۲	کننور	این۔ ابراہیم صاحب
۳	پینگاڈی	ایم۔ ابراہیم صاحب
۴	سکندر آباد	سیٹھ سید عمر صاحب زعیم
۵	سوناگل	چوہدری محمد یوسف صاحب
۶	بھدرک	شیخ عمر الدین صاحب
۷	شیموگہ	خضر محمد صاحب
۸	کالیکٹ	سی۔ حمزہ کویا صاحب
۹	منجگورہ	محمد شفیع اللہ صاحب

درخواست دعا

مکرم عبدالغنی صاحب احمدی بنگام کی اہلیہ محترمہ امسال میٹرک کا امتحان دینے والی ہیں تمام احباب جماعت ان کی کامیابی کے لئے دعا فرما دیں۔

خاکسار
مخدوم حسین احمدی ساکن بنگام

وصایا

ذیل کی وصیتیں منظوری سے قبل شائع کی جا رہی ہیں تا اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو فوری تفصیل کیساتھ مطلع کریں۔

سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان

نمبر ۱۳۲۴۳۔ منکہ محمد احمد ولد محمد سلیمان صاحب قوم صدیقی پیشہ ملازمت عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن جمگاؤں ڈاکخانہ پورنیا ضلع بھاگلپور صوبہ بہار بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۶/۲ / ۶۲ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت منقولہ وغیر منقولہ مندرجہ ذیل جائداد ہے ایک مکان اندازاً دس بارہ ہزار روپیہ (۲) کچھ روپیہ کمپنی میں جمع ہے تقریباً ۲۰۰/- روپے جس کا سود ملتا ہے کمپنی کا نام ٹاٹا لوکو موٹیو اینڈ انجینئرنگ کمپنی ٹلکو جمشیدپور (۳) ایک مکان پندرہ ہزار روپیہ والد صاحب کا ہے جس میں ہم تین بھائی اور چار بہنیں شریک ہیں۔

(۴) علاوہ مندرجہ بالا جائیداد کے مبلغ ۲۵۰/- روپے میری ماہوار آمد ہے۔ میں اپنی جائداد اور ماہوار آمد کے ۱/۹ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں اس کے بعد جو جائداد پیدا کروں یا میری وفات پر ثابت ہو اس کے بعد بھی ۱/۹ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

آمد کی کمی بیشی کی اطلاع بھی بروقت دفتر کو دیتا رہوں گا۔

العبد محمد احمد احمدی۔ گواہ شد محمد سلیمان بیادقسل امیر صوبہ بہار۔ گواہ شد عبد الحمید امیر جماعت احمدیہ جمشید پور ۶/۲/۶۲ء

نمبر ۱۳۲۵۶ منکہ نور بیگم زوجہ شیخ حمید اللہ صاحب مبلغ قوم مغل پیشہ خانہ داری عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت سن ۱۹۴۲ء ساکن کوبیگام ڈاکخانہ کوبیگام ضلع بارہ مولا صوبہ کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۶/۵۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد صرف تین سو روپے جو کہ بابت حق مہر بذمہ خاوند ہے۔ اس کے علاوہ اور میری کوئی جائداد نہیں ہے ناس میں سے ۱/۴ حصہ یعنی مندرجہ بالا رقم کا چھیواں حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں ساور یہ بھی لکھ دیتی ہوں اگر آئندہ بھی جو میری جائیداد ہوگی۔ یا میرے مرنے کے بعد جس قدر میری جائداد منقولہ یا غیر منقولہ موجود ہوگی۔ اس کے بھی چھیویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط تحریر ۶/۵۹ء۔

الامتہ نور بیگم اہلیہ اول شیخ حمید اللہ صاحب مبلغ جماعت احمدیہ چارکوٹ ڈاکخانہ گمبھیر ۶/۵۹ء۔ گواہ شد شیخ حمید اللہ مبلغ۔ گواہ شد سلیمہ بیگم اہلیہ ثانیہ مکرم شیخ حمید اللہ صاحب مبلغ جماعت احمدیہ بقلم خود۔ گواہ شد بقلم خود عبد الحق خادم پیرہ تسلی سیکرٹری تعلیم تربیت جماعت احمدیہ چارکوٹ صوبہ جموں

نمبر ۱۳۲۹۱ منکہ شمیم فاطمہ زوجہ محمد یوسف صاحب قوم عباسی پیشہ امور خانہ داری عمر ۳۳ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۷/۶۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری موجودہ جائداد اس وقت مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر مبلغ ۵۰۰/- روپے بذمہ خاوند ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ میری کوئی جائداد نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اگر کوئی جائداد پیدا کروں یا بوقت وفات کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میری کوئی ماہوار آمد نہیں ہے۔ اگر کسی وقت کوئی آمد ہوئی تو اس کا ۱/۱۰ حصہ بھی داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔

الامتہ شمیم فاطمہ۔ گواہ شد خاکسار محمد یوسف خاوند موصیہ مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان ۷/۶۱ء۔ گواہ شد محمد حفیظ بقاپوری مدرس مدرسہ احمدیہ ۷/۶۲ء

نمبر ۱۳۲۹۵ میں اختر حسین امیر ولد خضر محمد صاحب مرحوم قوم شیخ پیشہ تجارت عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت اگست ۱۹۵۰ء ساکن شیموگہ۔ ڈاکخانہ شیموگہ ضلع شیموگہ صوبہ میسور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۸/۷/۶۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ میں نے کپڑے کا بیوپار کرتا ہوں میرا گزارہ اس ماہوار آمد پر ہے جو مجھے اس وقت تقریباً دو صد روپیہ ماہوار سے حاصل ہوتا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

العبد خاکسار اختر حسین امیر کریانہ مرچنٹ گاندھی بازار شیموگہ۔ گواہ شد سراج الحق

انسپکٹر بیت المال صدر انجمن احمدیہ مکان ۲/۲۴-۲-۱۰ عثمان گنج حیدرآباد حال وارد شیموگہ۔ گواہ شد محمد ولی الدین مبلغ سلسلہ احمدیہ شیموگہ ۱۸/۷/۶۱

نمبر ۱۳۲۹۶ منکہ رشیدہ بیگم زوجہ محمد سعید صاحب انور قوم پٹھان پیشہ خانہ داری عمر ۲۰ سال تاریخ بیعت ۴۲ء ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب انڈیا۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۴/۷/۶۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اس وقت کوئی آمد نہیں ہے۔ اور نہ ہی کوئی غیر منقولہ جائداد ہے۔ البتہ مندرجہ ذیل جائداد منقولہ ہے (۱) حق مہر پانچ سو روپے بذمہ شوہر خود (۲) زیورات طلائی کڑے ایک تولہ۔ چنپاکلی ڈیڑھ تولہ۔ بندے ایک جوڑی نصف تولہ۔ ٹاپس ایک جوڑی نصف تولہ۔ ٹکا نصف تولہ۔ کل وزن چار تولے قیمت پانچ سو بیس روپے (۳) زیورات نقرئی پازیب ایک جوڑی بیس تولے قیمت تیس روپے۔

میں اپنی اس جائداد کے دسویں حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔ اگر اس کے علاوہ میری کوئی اور جائداد منقولہ یا غیر منقولہ ہوگی تو اس پر بھی دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان حاوی ہوگی۔ اور اگر میری کوئی آمد ہوگی تو اس کا بھی دسواں حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے خزانہ میں داخل کراتی رہوں گی۔ میری وفات پر جو میری جائداد منقولہ و غیر منقولہ میری ملکیت ثابت ہو اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں کوئی رقم اپنے حصہ جائداد کے طور پر اپنی زندگی میں خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان جمع کراؤں گی۔ تو بعد وفات بوقت حساب یہ رقم مجرا کر لی جائے گی۔

الامتہ رشیدہ بیگم۔ گواہ شد محمد سعید انور خاوند موصیہ۔ گواہ شد قریشی عطاء الرحمن سیکرٹری وصایا مقامی انجمن احمدیہ قادیان ۲۴/۷/۶۱ء

نمبر ۱۳۳۰۲ منکہ حلیمہ بیگم بیوہ سیٹھ محمد اعظم صاحب مرحوم قوم سلمان پیشہ خانہ داری عمر ۷۰ سال۔ پیدائشی احمدی ساکن چنتہ کنٹہ خورد ڈاکخانہ خاص ضلع محبوب نگر صوبہ آندھرا پردیش بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۲ اگست ۱۹۶۱ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری اس وقت جملہ جائداد بصورت نقدی بابت حق مہر ۶۰۰۰/- روپے (چھ ہزار روپے) بصورت زیورات طلائی چودہ تولہ قیمتی ۱۹۶۰/- روپے ہے میں اس کے ۱/۸ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز اگر اس کے بعد اپنی زندگی میں کوئی جائداد پیدا کروں یا آمد میں اضافہ ہو تو اس کی اطلاع صدر انجمن احمدیہ قادیان کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی رہے گی۔ اگر اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل یا حوالہ کر کے رسید لے لوں تو ایسی رقم ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ نیز میرے مرنے کے بعد جس قدر جائداد متروکہ ثابت ہو اس جائیداد کے بھی ۱/۸ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط المرقوم نشان انگوٹھا حلیمہ بیگم صاحبہ ۱۲/۸/۶۱ گواہ شد محمد عبد الحفیظ چنتہ کنٹہ خورد ۱۲/۸/۶۱ گواہ شد حسن محمد سیکرٹری مال چنتہ کنٹہ ۱۲/۸/۶۱

نمبر ۱۳۳۰۳ منکہ حمیدہ بیگم زوجہ سیٹھ محمود احمد صاحب قوم سلمان پیشہ خانہ داری عمر ۴۲ سال پیدائشی احمدی ساکن چنتہ کنٹہ خورد ڈاکخانہ خاص ضلع محبوب نگر۔ صوبہ آندھرا بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۲ اگست ۱۹۶۱ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری اس وقت جملہ جائداد بصورت زیورات طلائی ۱۲ تولہ قیمتی موجودہ ریٹ کے حساب سے ۱۴۰۲/- روپے اور نقرئی ۸۰ تولہ قیمتی ایک سو ساٹھ روپے اور حق مہر بذمہ خاوند مکرم سیٹھ محمود احمد صاحب چنتہ کنٹہ مبلغ ایک ہزار روپیہ ہے۔ ان کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں نیز اگر اس کے بعد اپنی زندگی میں کوئی جائداد پیدا کروں یا آمد میں اضافہ ہو تو اس کی اطلاع صدر انجمن احمدیہ قادیان کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی رہے گی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل یا حوالہ کر کے رسید لے لوں تو ایسی رقم ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ نیز میرے مرنے کے بعد جس قدر جائداد متروکہ ثابت ہو اس جائداد کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط المرقوم حمیدہ بیگم ۱۲/۸/۶۱ گواہ شد محمد عبد الحفیظ چنتہ کنٹہ خورد ۱۲/۸/۶۱۔ گواہ شد حسن محمد سیکرٹری مال چنتہ کنٹہ ۱۲/۸/۶۱۔

درخواست دعا

میری اہلیہ ایک ماہ سے صاحب فراش ہے۔ احباب جماعت اور بزرگان سلسلہ موصوفہ کے لئے دعا فرمادیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جلد صحت بخشے۔ آمین

خاکسار سید بشیر الدین احمد نزیل دانا پور۔

ایک ضروری اعلان

بعض افراد یا جماعتیں بغیر منظوری مرکز تعمیر مسجد یا کسی اور نام سے تحریک وصولی چندہ کے لئے دیگر جماعتوں میں بھجوا دیتی ہیں۔ یا ایسی غرض کے لئے رسید بکیں بھی چھپوا لیتی ہیں۔ کہ جس سے اکثر افراد جماعت یا عہدیداران یہ تاثر لیتے ہیں کہ یہ کار خیر ہے۔ ضرور تحریک کنندگان نے مرکز سے اجازت لی ہوگی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لازمی چندہ جات کی وصولی پر اثر پڑتا ہے۔ دوسرے خلاف قاعدہ تحریک کرنے والوں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ اور تنظیم جماعت کے لحاظ سے بھی بغیر منظوری مرکز ایسی تحریک قابل اعتراض ٹھیرتی ہے۔ لہذا جملہ احباب جماعت وعہدیداران کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ بغیر منظوری مرکز ایسی کسی تحریک میں حصہ نہ لیں اور اگر کوئی فرد یا جماعت ایسی تحریک بغیر حوالہ منظوری مرکز کرے تو اس کی اطلاع فوری طور پر نظارت ہذا کو دیں۔ اور تحریک کنندہ فرد یا جماعت سے مرکز کی منظوری کا ثبوت مانگیں۔

ناظر بیت المال قادیان

خبریں

مولانا حفظ الرحمن صاحب وفات پاگئے

نئی دہلی ۲ر جولائی۔ افسوس ہے مولانا حفظ الرحمن صاحب جنرل سیکرٹری جمعیتہ العلماء ہند وممبر پارلیمنٹ طویل عرصہ تک کینسر (سرطان) کے مرض میں مبتلا رہ کر آج پانچ بجے صبح دہلی میں وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ باوجود امریکہ تک کے ماہر ڈاکٹروں سے علاج معالجہ کرانے جانبر نہ ہو سکے۔ مولانا موصوف ہندوستان کے فارغ التحصیل سیاسی آدمی اور ہندوستان گیر شہرت کے مالک تھے ملک کے مذہبی اور سیاسی لیڈروں نے آپکی وفات پر اظہار تعزیت کیا اور آپ کے متعلقین کو ہمدردی کے پیغامات بھجوائے۔ قادیان سے بھی تعزیتی تار دیا گیا جس کا ذکر اخبار الجمعیتہ ۶ ستمبر ۶۲ میں "احمدیہ کمیٹی کا اظہار رنج" کے عنوان سے کیا ہے۔

دہلی ۴ر اگست جنرل سیکرٹری احمدیہ کمیونٹی نے بذریعہ تار حضرت مجاہد ملت کی رحلت پر اظہار رنج کرتے ہوئے کہا کہ ان کی وفات سے مسلمانان ہند کو عظیم نقصان پہنچا ہے۔

جناب ڈی۔ سی صاحب گورداسپور کی پریس کانفرنس

گورداسپور ۷ر اگست۔ جناب ڈی سی صاحب گورداسپور مسٹری کلونت رائے جی نے آج اپنی ماہانہ پریس کانفرنس میں بتایا کہ ماہ جون میں امن وامان کی حالت تسلی بخش رہی جبکہ قسم کے جرائم میں بمقابلہ سال ہائے گذشتہ نمایاں کمی رہی۔ اس دفعات کے تحت نسبتاً زیادہ چالان کئے گئے۔ ڈاکوؤں کے چار گینگ پکڑے گئے جن سے کافی مالیت کا سامان بھی برآمد ہوا۔ اسی طرح ایک زبردست گروہ بھی پکڑا گیا جو سائیکل چوری کیا کرتا تھا۔ اس سے چھ عدد سائیکل برآمد ہوئے۔ چند اشتہاری مجرم بھی پکڑے گئے۔ جو کئی مقدمات میں مطلوب تھے۔ آپ نے بتایا کہ عنقریب ضلع کے تمام بلاکس سے مقام گورداسپور میں سکول اور کالج اور سینما کے سامنے سیلف ایمپلائمنٹ ... کھلنے والے ہیں جن سے خاطر خواہ فائدہ پہنچا ہے۔ ... ہفتہ میں کے باغ ...

موکٹوڈ پرسویڈروں کے لائسنس مختلف قسم کی بے ضابطگیوں کے باعث کچھ مدت کے لئے منسوخ کئے گئے۔ بعض کی ضمانتیں ضبط کی گئیں۔ اس ماہ پانچ بارڈر ٹیوب ول پر حملہ کیا جس سے بہت سے دیہات متاثر ہوئے۔ حیوانات نے ٹیوب ول کے انڈے دیئے ہیں ان کو تلف کرنے کے لئے مناسب انتظامات کئے جا رہے ہیں۔ بیان جاری رکھتے ہوئے آپ نے بتایا کہ حکومت کی طرف سے عنقریب ایک گزٹ ...

احمدیہ وفد کی افسران ضلع سے ملاقات

قادیان مورخہ ۱۲-۷-۶۲۔ آج جماعت احمدیہ قادیان کا ایک وفد جس میں محترم مولوی عبد الرحمن صاحب ناظر اعلیٰ۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ ناظر دعوت وتبلیغ محترم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز ناظر بیت المال اور ناظر امور عامہ شامل تھے تقریباً ساڑھے آٹھ بجے جناب شری کلونت رائے صاحب ڈی۔ سی۔ سے ان کی کوٹھی پر تقریباً آدھ گھنٹہ ملاقات کر کے سلسلہ کے بعض ضروری معاملات ان کی خدمت میں پیش کئے گئے۔ ڈی۔ سی صاحب نے توجہ سے باتیں سن کر ہمدردانہ کارروائی کا یقین دلایا۔

ازاں بعد جناب ایس۔ پی گورداسپور سردار گورمکھنت سنگھ صاحب سے بھی ان کے بنگلہ پر ملاقات کی گئی۔ اور جماعت کے بعض ضروری امور ان کی خدمت میں پیش کئے گئے۔ انہوں نے بھی توجہ سے جملہ امور سن کر ہمدردانہ کارروائی کا وعدہ فرمایا اور وفد کی تسلی کی۔

واپسی پر جناب تحصیلدار صاحب بٹالہ سے بھی ملاقات کی گئی۔

برکات احمد راجیکی ناظر امور عامہ سلسلہ احمدیہ

منظوری تقرر عہدیداران جماعتہائے احمدیہ بھارت

یہ تقرر مورخہ ۶۵-۴-۳۰ تک منظور کیا جاتا ہے۔

(ناظر اعلیٰ قادیان)

جماعت میلاپالم۔ ضلع ترونل ویلی۔ صوبہ مدراس

پریذیڈنٹ۔ مکرم کے۔ اے احمد علی صاحب

سیکرٹری مال۔ " جعفر محی الدین صاحب۔

" تعلیم وتربیت وتبلیغ۔ مکرم۔ الیس۔ ایس محمد حسین صاحب

جماعت کیتورگاچی۔ ضلع دیناج پور بنگال

پریذیڈنٹ۔ مکرم ڈاکٹر محمد سلیمان صاحب شاکر

سیکرٹری مال۔ " " کثیر الدین احمد صاحب

" تبلیغ وامور عامہ۔ مکرم ڈاکٹر ابوالحسین فردوسی صاحب

سلسلہ کا نایاب لٹریچر

تفسیر کبیر سورہ فاتحہ والم ۹ رکوع /۱۵ سورہ یونس تا کہف /۵۰ سورہ نبا عم تا شمس /۱۸ سورہ شمس تا عادیات /۱۰ سورہ عادیات تا کوثر /۱۰ سورہ کافرون تا والناس /۵ سورہ مریم طہٰ و انبیاء /۱۰ سورہ نور وحج /۱۰ سورہ فرقان وشعراء /۱۲ سورہ نمل قصص وعنکبوت /۱۰ جلد دس عدد سیٹ کی قیمت /۱۵۰ یہ الگ الگ بھی مل سکتا ہے۔ ہر حالت میں نصف قیمت بطور پیشگی ضروری ہے۔ الفضل کے فائل ۱۹۱۳ سے ۱۹۶۱ تک پورا سیٹ فی جلد /25 روپیہ کے حساب سے موجود ہے۔ شروع سے لے کر متفرق چھ مہینہ تین مہینہ ماہوار کے علاوہ شروع سال سے لے کر متفرق پرچے متفرق خطبہ نمبر ۱۹۶۰-۱۹۶۱ کا مکمل خطبہ نمبر تیار ہے 1913 سے 1946 سال تک متفرق پورا الفضل کا فائل بھی مل سکتا ہے۔ پورا متفرق فائل کی قیمت /5۔ چھ مہینہ۔ تین مہینہ ایک مہینہ کی اسی /5 کے فائل کے حساب سے متفرق الفضل کی قیمت فی پرچہ دو آنہ ہے۔ خطبہ نمبر بھی فی پرچہ دو آنہ ہے۔ مکمل سال کا بھی دو آنہ فی پرچہ کا حساب ہے۔ اردو ریویو ۱۹۰۲ تا ۱۹۴۷ فی جلد تین روپیہ ہے۔ متفرق پرچے ۱۹۰۲ سے ۱۹۴۷ تک فی پرچہ چار آنہ۔ انگریزی ریویو متفرق جلد فی جلد /5 متفرق پرچہ چھ آنہ۔ تشحیذ الاذہان متفرق جلد /5 متفرق پرچہ چار آنہ۔ مصباح متفرق مکمل فائل تین روپیہ۔ مکمل پرچہ چار آنہ۔ فرقان قادیان کا مکمل فائل تین روپے متفرق پرچے چار آنہ۔ فاروق متفرق فائل فی جلد /6 بدر کا مکمل فائل شروع سے آخر تک فی جلد /6۔ اس کے علاوہ تذکرہ نیا ایڈیشن مع اضافہ /25۔ دو تین جلد موجود ہیں جلد منگوالیں ورنہ تیسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب سیٹ کے طور پر ربوہ سے دس جلد تک شائع ہو چکی ہے فی جلد /۵ اور جلد پورا منگوانا پڑے گا۔ باقی حضرت مسیح موعود علیہ السلام وخلیفۃ المسیح الثانی کی کتب قرآن مجید مترجم ومعتراد دیگر احباب جماعت کی تصنیف کردہ کتب وغیرہ مل سکتی ہیں۔ پانچ روپیہ سے زائد قیمت کی کتب منگوانی ہو تو کم از کم نصف قیمت بطور پیشگی بھیجنا ضروری ہے۔ اگر زیادہ کتب منگوانی ہوں تو ریلوے اسٹیشن کا نام ضرور تحریر فرمائیں تاکہ چارج کم لگیں اور جلدیں محفوظ پہنچیں۔ انگریزی ترجمہ قرآن مکمل /۱۲ مختصر تفسیر کبیر سورہ یونس تا کہف /۶ وسورہ نبا تا والناس /۵

خاکسار فخر الدین ملاباری درویش قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

جو شائع ہونے والا ہے جس میں ضلع کے اپنے قابل ذکر افراد کی خدمات کا تذکرہ بھی شامل کیا جائے گا۔ جنہوں نے ضلع کے لئے قابل قدر خدمات کی ہیں۔ ایسے لوگوں کی خدمات کی تفصیلات دفتر ڈپٹی کمشنر گورداسپور میں پہنچائی جا سکتی ہیں۔ تا حسب گنجائش ان سے استفادہ کیا جا سکے۔